ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان
9 ذوالقعدہ 1434ھ —— ستمبر 2013ء

- زرداری کی واپسی، جمہوریت کی مضبوطی اور نواز شریف کی مشکلات
- شیعہ سنی فسادات، اسباب وعوامل
- امام کعبہ کا قابلِ تحسین بیان
- عدنان رشید بنام ملالہ یوسف زئی

- وحی، عصمت انبیاء اور ختم نبوت
- سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللّٰہ عنہ
- خاندانِ عثمانی کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں
- امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے خلاف رضوان ندوی کی ہفوات کا جواب

آرزو

اگر اُمّ القریٰ میں خالقِ کونین نے شورش
بہ عہدِ احمدِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرسل مجھے پیدا کیا ہوتا

حرا کی خاک میں تحلیل میرے جسم و جاں ہوتے
مری لوحِ جبیں پر آپ ہی کا نقشِ پا ہوتا

قدوم سرورِ کونین کی عظمت بحمداللّٰہ
میں خاکِ راہ گزر ہوتا تو پھر بھی کیمیا ہوتا

دماغ و دل چمک اُٹھتے رخِ پرنور کی ضَو سے
نظر اُٹھتی جہاں تک جلوۂ خیرالوریٰ ہوتا

بہر عنوان اس ذاتِ گرامی پر نظر رہتی
کبھی ان پر کبھی ان کے غلاموں پر فِدا ہوتا

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلاموں کی ثنا لکھتا
کلام اللّٰہ کے الفاظ میں نغمہ سرا ہوتا

شہنشاہوں کے تخت وتاج میرے پاؤں میں ہوتے
مرا سر سید الکونین کے در پر جھکا ہوتا

خداوندانِ دولت کے گریباں پھاڑ دیتا میں
محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی قسم قرآں کے پرچم گاڑ دیتا میں

شورش کاشمیری رحمۃ اللّٰہ علیہ

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم

مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے

★ حفظ وناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے مشکوٰۃ شریف تک داخلے

★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء

★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت

★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ

اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔

تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے

تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے

صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053

یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

majlisahrar@yahoo.com

majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 24 شمارہ 9 ذوالقعدہ 1434ھ — ستمبر 2013ء
Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات:	زرداری کی واپسی، جمہوریت کی مضبوطی اور نواز شریف کی مشکلات	مدیر	2
شذرات:	شیعہ سنی فسادات، اسباب و عوامل امام کعبہ کا قابلِ تحسین بیان	عبداللطیف خالد چیمہ	4
افکار:	کلمہ اتحاد...... نئی حکومت اور نئے چیلنجز	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	6
//	دہشت گردی کو سوچ آف کیجیے	ابو طلحہ عثمان ایم اے	8
//	کیا وزیر اعظم اپنے عہد کو بھول گئے؟	انصار عباسی	10
دین و دانش:	وحی، عصمت، انبیاء اور ''ختمِ نبوت'' قرآن و حدیث کی روشنی میں	امام اہلِ سنت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	12
//	خاندانِ عثمانی کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں (قسط:2)	مولانا حکیم محمود احمد ظفر	20
//	سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	25
ادبیات:	بارگاہِ سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	بشر حسین ناظم	29
//	سیکولر فقیر	حبیب الرحمٰن بٹالوی	30
نقد و نظر:	امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف معروف سبائی دجترائی ڈاکٹر رضوان ندوی کی ہفوات کا جواب	محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ	31
حسنِ انتخاب:	حق و باطل کی معرفت کا معیار	ملفوظ قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ	41
//	امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بلوچستان آمد اور علماء سے ایک دلچسپ مکالمہ	مولانا محمد عمر رحمہ اللہ	42
//	عدنان رشید...... بنام ملالہ یوسف زئی	انتخاب: صبیح ہمدانی	44
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:۲۸)	پروفیسر خالد شبیر احمد	50
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	مبصرین: صبیح ہمدانی، محمد نعمان سنجرانی	55
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	57
مکتوب:	شیخ محمد حفیظ مرحوم کی یاد میں تعزیتی ریفرنس	رانا عبداللطیف	61
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری ابنِ امیرِ شریعت دامت برکاتہم

مدیر مسؤل
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین
محمد نعمان سنجرانی
nomansanjrani@gmail.com

خوشنویس
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرونِ ملک ——— -/200 روپے
بیرونِ ملک ——— /4000 روپے
فی شمارہ ——— -/20 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 100-5278-1
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ
www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز
Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات
مدیر

زرداری کی واپسی، جمہوریت کی مضبوطی اور نواز شریف کی مشکلات

صدر زرداری رخصت ہو رہے ہیں اور نو منتخب صدر ممنون حسین ایوانِ صدر میں براجمان ہونے والے ہیں۔ ۲۵؍ اگست کو ایوانِ صدر میں صحافیوں کے اعزاز میں دیے گئے الوداعی عشائیے میں انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

''دہشت گردی کے خلاف نواز شریف حکومت کی مدد کریں گے، ملک چھوڑ کر نہیں جاؤں گا، جمہوریت کو مضبوط کیا، عزت سے رخصت ہو رہا ہوں، کسی کام پر شرمندگی نہیں۔''

صدر زرداری نے اپنی دانست میں بالکل درست کہا۔ جس طرح نواز شریف کے تعاون سے انہوں نے پانچ سال مکمل کیے اب ان کے تعاون سے نواز شریف اپنی مدت پوری کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ اُن کی صلاحیت پر موقوف ہے کہ وہ اس کوشش میں کامیاب ہوتے ہیں یا ناکام۔ جہاں تک جمہوریت کی مضبوطی کا تعلق ہے تو اس کا فائدہ بھی انہی طبقات کو ہے، عوام کی حالت تو پہلے سے بھی بدتر ہے۔ اس جمہوریت کا نہ پہلے کوئی نفع عوام کو ہوا نہ اب ہے اور آئندہ بھی امکانات معدوم ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایا داروں کے مفادات کا تحفظ تو ہے عوام کا ہرگز نہیں۔ جس زرداری کو ''شریفین'' اپنے جلسوں میں کوستے، بے نقط سناتے اور اُن کے احتساب کی ڈینگیں مارتے تھے آج انہی سے حلف لے کر ایوانِ اقتدار میں براجمان ہیں۔ انہوں نے درست کہا کہ وہ ملک چھوڑ کر نہیں جائیں گے اس لیے کہ نواز شریف ہی انہیں تحفظات فراہم کریں گے۔ باریاں بدلنے اور باریاں لینے کے یہی اصول وضوابط ہیں جو باریاں دینے والی قوتوں نے طے کر دیے ہیں۔ ملکی تاریخ کے سب سے بڑے ضمنی انتخابات منعقد ہوئے اور نتیجہ وہی۔ مسلم لیگ پہلے پیپلز پارٹی دوسرے اور پی ٹی آئی تیسرے نمبر پر۔

عمران خان نے اعتراف کیا کہ وہ پشاور کی سیٹ اپنی حماقتوں سے ہارے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ میانوالی کی سیٹ بھی حماقتوں کی نذر ہوئی ہے اور اگر وہ اسی طرح محنت کرتے رہے تو پارٹی سمیت خود بھی حماقتوں کی نذر ہو جائیں گے۔ وہ تاش کے جوکر ہیں۔ استعماری قوتوں نے ہمیشہ ایک ''سٹینڈ بائی پلیئر'' رکھا ہے۔ عمران خان کا مسئلہ یہ ہے کہ سٹینڈ ٹوٹ گیا ہے۔ اس لیے پلے کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ انہیں اصغر خان سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ ابھی تک اُن کا اپنا ایجنڈا کوئی نہیں، جس دن اپنا ایجنڈا پیش کریں گے تو شاید ان کے لیے کوئی راستہ نکل آئے، اس کے بھی امکانات معدوم ہیں۔

نواز شریف نے انتخاب جیتتے ہی بھارت سے دوستی کا عندیہ دیا تھا۔ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ حلف برداری کی تقریب میں من موہن کو شرکت کی دعوت دوں گا لیکن بھارت کے مکمل انکار کے بعد انہوں نے خاموشی اختیار کر لی۔ گزشتہ ایک ماہ سے بھارت کی جانب سے کنٹرول لائن پر فائر بندی معاہدے کی خلاف ورزی کا سلسلہ جاری ہے۔ سیالکوٹ، نکیال اور

کشمیر کے دیگر سیکٹرز میں شہری آبادی پر براہِ راست گھنٹوں شدید گولہ باری کی جارہی ہے، عام شہری اور پاکستانی فوجی جاں بحق ہورہے ہیں، لوگ نقل مکانی کررہے ہیں، زخمیوں کو ہسپتال تک لے جانے میں بھی مشکلات کا سامنا ہے۔ دریاؤں میں فالتو پانی چھوڑنے سے ستلج، راوی اور چناب بپھر گئے۔ پنجاب اور سندھ سیلاب کی زد میں ہیں۔ اگرچہ انڈس واٹر کمشنر نے یہ وضاحتی بیان بھی دیا کہ بھارت نے پانی چھوڑنے سے پہلے ہمیں باقاعدہ اطلاع دی۔ مسئلہ کشمیر جوں کا توں اپنی جگہ پر ہے۔

افغانستان سے امریکی و نیٹو فورسز کا انخلا ۲۰۱۴ء میں ہوگا۔ اس کے مابعد اثرات کی زد میں سب سے زیادہ پاکستان ہی آتا ہے۔ پھر کرزئی اور آخر میں طالبان۔ امریکہ دو مرتبہ قطر میں طالبان کا دفتر کھلوا کر مذاکرات کرکے ہزیمت اٹھا چکا ہے۔ اب پاکستان پر دباؤ ہے۔ حامد کرزئی امریکی واپسی کے بعد اپنے انجام سے پریشان ہوکر پاکستان آئے اور اس مرتبہ انہوں نے نرم و ملائم لہجے میں بات چیت کی۔ طالبان تو امریکہ کے افغانستان میں قیام کے خواہش مند ہیں کہ اس کے ''یونہی چلے جانے'' سے اُن کے لیے مسائل بڑھیں گے اور رہنے سے وہ اپنے ''منطقی انجام'' کو انجوائے کرسکے گا۔ اُدھر مصر میں اخوان المسلمون کی جمہوری حکومت کو فوج نے برطرف کرکے جس طرح عوام کا قتلِ عام کیا وہ بدترین دہشت گردی ہے۔ اسی طرح شام میں بشار کی نصیری و دروزی فورسز نے کیمیائی بم استعمال کرکے سیکڑوں مسلمانوں کو شہید کیا۔ سعودی حکومت کی طرف سے شامی مظالم کی مذمت تو قابلِ تحسین ہے لیکن مصر میں فوجی حکومت کی امداد و تحسین ناقابلِ فہم اور افسوس ناک ہے۔ سلام صد ہزار، سلام ترکی حکومت اور عوام کو جنہوں نے مصر و شام کے مظلوموں کے حق میں آواز بلند کی۔ نواز شریف حکومت نے ابھی تک مصر، شام اور برما میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر کوئی مذمتی یا پالیسی بیان جاری نہیں کیا۔ ہماری خارجہ پالیسی کی سمت درست ہوئی نہ داخلہ پالیسی کی...... مہنگائی حسبِ معمول ترقی کی شاہراہ پر رواں دواں ہے۔ وزیر اعظم اور ان کے وزراء فرماتے ہیں کہ بجلی کا بحران حل کرنے میں پانچ سال لگیں گے۔ بجلی ملے نہ ملے بل ضرور ملے گا۔ ریلوے اور پی آئی اے ابھی تک سنبھلنے میں نہیں آرہیں۔

کراچی اور کوئٹہ قتل و غارت گری اور دہشت گردی کی زد میں ہیں۔ بلوچ شدید ناراض ہیں۔ زیارت ریذیڈنسی کی تباہی فوجیوں اور پنجابیوں کو شناختی کارڈ دیکھ کر گولیاں مارنے جیسے واقعات نظر انداز نہیں کیے جاسکتے۔ ملک مشکلات کی بھنور میں پھنستا چلا جارہا ہے۔ ظاہری اسباب خواہ کچھ بھی ہوں مگر حقیقی اسباب وہی ہیں جن کی نشان دہی قرآن نے کی ہے:

> ''خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ اُن کو اُن کے
> بعض اعمال کا مزہ چکھائے، عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔'' (الروم:۴۱)

من حیث القوم پورا معاشرہ کرپٹ ہوچکا ہے۔ جو کچھ ملک میں ہورہا ہے یہ قوم کی بداعمالیوں کی پوری سزا نہیں صرف ذائقہ چکھایا گیا ہے تاکہ اللہ کی طرف رجوع ہوجائے۔ حکمران مشکلات و مسائل کا حل عالمی استعمار اور طاغوتِ اکبر کے نظام، تدبیروں اور تجویزوں میں ڈھونڈ رہے ہیں جبکہ ان کا حل صرف اور صرف قرآن و سنت میں ہے۔ اور یہ مسلمانوں کے لیے ہے۔ چونکہ ہم مسلمان ہونے کے دعوے دار ہیں اس لیے جب تک قرآن و سنت کی طرف رجوع نہیں کریں گے کامیاب نہیں ہوں گے۔ ایک نواز شریف کیا، قرآن کو چھوڑ کر ساری قوم مل کر بھی دہشت گردی، ظلم اور بدامنی کے عذاب سے نہیں بچ سکتی۔

عبداللطیف خالد چیمہ

شیعہ سنی فسادات، اسباب وعوامل

گزشتہ ماہ اسلام آباد، بھکر اور کراچی سمیت ملک کے مختلف حصے شیعہ سنی فسادات کی زد میں آئے، یہ اختلافات صدیوں سے چلے آرہے ہیں لیکن المیہ یہ ہے کہ خمینی کے انقلابِ ایران کے بعد مختلف ممالک میں شیعہ کمیونٹی نے اپنے عقائد کی روشنی میں جن نظریات کو اُمت مسلمہ کے نظریات سے تعبیر کیا اُن کا اسلام کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں تھا! چنانچہ دنیا کے مختلف حصوں میں اس عمل کا رَدِعمل بھی سامنے آیا صدر ضیاء الحق مرحوم کے دورِ اقتدار میں اسلام آباد کے سیکرٹریٹ پر قبضہ کر کے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نے تشدد کا راستہ اختیار کیا اور پھر تشدد کی فضاء میں اضافہ ہوتا چلا گیا سپاہ صحابہ (اہلسنت والجماعت) کی قیمتی قیادت کو یکے بعد دیگرے شہید کر دیا گیا۔ سابق چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے اس گھمبیر صورتحال کا از خود نوٹس لیتے ہوئے فریقین کو طلب کیا، اہلسنت والجماعت کے علماء و اکابر نے شیعہ کتب کے حوالہ جات کے ڈھیر لگا دیئے، چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے بعد سپریم کورٹ نے آج تک اس کارروائی کو آگے نہیں بڑھایا، 2013ء کے قومی انتخابات میں بعض مقامات پر اہلسنت والجماعت کے جیتتے ہوئے امیدواروں کو ''ہروایا'' گیا، کراچی میں مولانا اورنگزیب فاروقی پر متعدد قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں 25 ر اگست کو مولانا سعید اکبر فاروقی کو کراچی میں شہید کر دیا گیا، اس صورتحال پر احتجاج کرنے والوں کے ساتھ سرکاری انتظامیہ ظلم کر رہی ہے، مدارس عربیہ پر دہشت گردی کا ٹائٹل چسپاں کرنے کے امریکی و عالمی اور صہیونی ایجنڈے پر کام ہو رہا ہے اور اس جنگ کا دائرہ مشرق وسطٰی تک جا پہنچا ہے ضرورت اِس امر کی ہے کہ سابق چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے اس حوالے سے جو سماعت کی اس کو آگے بڑھایا جائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم پر سب وشتم کرنے والوں کو لگام دی جائے اور حکومت اپنی غیر جانبداری کو یقینی بنائے ورنہ اِس آگ کا دائرہ اتنا وسیع ہو جائے گا کہ جس کا تصور بھی ممکن نہیں! اس کے ساتھ ساتھ ہم تحفظ ناموس صحابہ کے محاذ پر کام کرنے والی تنظیموں اور شخصیات سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ زمینی صورتحال اور اپنے گردوپیش کے حالات پر بھی گہری نظر رکھیں، گلگت و بلتستان پر عالمی نظریں جمی ہوئی ہیں اور آنے والے دن زیادہ اہمیت کے حامل ہیں!۔ کم از کم درجہ میں ہمیں ساتھ ساتھ جمع تفریق کرتے رہنا چاہیے کہ کیا کھویا کیا پایا۔

امام کعبہ کا قابل تحسین بیان:

مکہ مکرمہ کی ڈیٹ لائن سے آئی این پی کے حوالے سے 25 ر اگست کو بعض پاکستانی اخبارات میں امام کعبہ الشیخ عبدالرحمٰن السدیس کا بیان شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ

'' شامی حکمرانوں نے کیمیائی ہتھیار اور زہریلی گیس استعمال کرکے بدترین دہشت گردی کی، مسلمان فتنوں سے دور رہیں اور خونریزی کو حرام سمجھتے ہوئے اسے ناجائز قرار دیں، انسانی تاریخ میں ایسی دہشت گردی کی مثال نہیں ملتی ۔ ہفتہ کو اپنے ایک پیغام میں امام کعبہ شیخ عبدالرحمٰن السدیس نے کہا ہے کہ شامی حکمرانوں نے کیمیائی ہتھیاروں اور زہریلی گیس استعمال کرکے بدترین دہشت گردی کی ہے ۔حکومت کی کارروائی سے 1400 سے زائد افراد جاں بحق اور ہزاروں زخمی ہوئے جو انسانی تاریخ کی ایسی دہشت گردی ہے جس کی مثال نہیں ملتی ۔انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ ایسے فتوں سے دور رہیں اور خون ریزی کو حرام سمجھتے ہوئے ناجائز قرار دیں ۔امام کعبہ نے کہا کہ شام میں دہشت گردی کے ایسے واقعات بہت بڑا انسانی المیہ ہے جو اسلامی اقدار کے منافی اور ناجائز ہے ۔عبدالرحمٰن السدیس نے عالمی برادری سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گردی اور ظلم کی سرپرستی کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کرے''۔

(روزنامہ ''پاکستان'' لاہور 25۔اگست 2013ء)

ہم امام کعبہ الشیخ عبدالرحمٰن السدیس کے اس بیان کا آج کے عالمی حالات کے تناظر میں بھرپور خیر مقدم کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آج کے گھمبیر اور مشکل حالات میں اس میں امُت کے لئے رہنمائی موجود ہے، ہم حرمین شریفین کے ائمہ کرام، سعودی عرب کے حنبلی المسلک جید علماء کرام اور سعودی عرب حکومت کے بعض معاملات میں سیاسی رائے کو الگ الگ دیکھتے ہیں، حرمین شریفین کے احترام وتقدس کی بنا پر آل سعود اور سعودی حکومت کا عالم اسلام میں یکساں احترام کیا جاتا ہے لیکن سعودی حکمرانوں کو دنیا پر امریکی غلبے سے متعلق پالیسیوں اور مسلم کش کردار کے حوالے سے اپنے طرز عمل کا ازسرنو جائزہ لینا چاہیے مصر وشام میں جو ظلم ہو رہا ہے اس کی مذمت کے ساتھ ساتھ مظلوموں کی دادرسی کے لئے اقدامات کرنے چاہیں، او آئی سی کو متحرک کرکے اس کے کردار کو بحال وفعال کرنا چاہیے اور سعودی عرب کو مصر میں اخوان المسلمین کی مخالفت ترک کرکے فوجی حکمرانوں کی مالی واخلاقی امداد سے دستبردار ہو جانا چاہیے یہ وقت ہے کہ پرامن اسلامی تحریکیں اور اسلام کی بالادستی پر یقین رکھنے والی دنیا بھر کی اسلامی قوتیں اخوان المسلمین کی ہر ممکن مدد کریں ورنہ مشکلات اِس حد تک بڑھ جائیں گی کہ کوئی بھی اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکے گا۔

☆......☆......☆

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

کلمہ اتحاد......نئی حکومت اور نئے چیلنجز

اسلام کی حکومت جہاں کہیں قائم ہوئی وہاں کے رہنے والوں کو بلا امتیاز عدل اور امن فراہم کیا گیا۔اس عنوان پر مسلمانوں سے قطعاً کوئی ٹیکس نہ لیا گیا البتہ غیر مسلموں سے نہایت معمولی رقم بطور جزیہ وصول کی گئی اور کسی بھی مقام پر اگر مجاہدین کو واپس ہونا پڑا، اگر وہاں کی آبادی سے جزیہ وصول کیا جا چکا تھا تو واپسی پر وہ حقیر رقم اہل علاقہ کو لوٹا دی گئی......ایسا ہی کئی مقامات پر جزیہ واپس کیا گیا تو وہاں کے غیر مسلم ہاتھ اُٹھا کر نہایت رقت کے ساتھ دعا مانگتے نظر آئے کہ اللہ تمہیں جلد واپس لائے۔تم ہمیں ہمارے ہم عقیدہ لوگوں سے زیادہ محبوب ہو کہ وہ ہمیں لوٹ مار کے باوجود امن اور انصاف نہ دے سکتے تھے جو ہم کو تم غیر مذہب لوگوں سے مل گیا۔

اسلام حکومت کرنے کے لیے آیا ہے محکوم بننے کے لیے نہیں۔نصف آباد دنیا سے کہیں زیادہ علاقے پر اسلام کی حکمرانی رہی۔خلافتِ راشدہ تامّہ ہو یا خلافتِ راشدہ عامّہ......امارت اسلام ہو یا شاہانِ اسلام کی حکومت ومملکت......خلافت مدینہ ہو یا کوفہ ودمشق اور بغداد ومصر اور پھر اندلس...... ہر جگہ مثالی امن اور بے مثل عدل وانصاف اور بلا استثنا اجرائے قوانین کیا گیا۔مگر جب سے ہم نے مغربی جمہوریت کی نیلم پری سے آنکھ لڑائی ہے اسلامی وقار وتمکنت کا وجود عنقا ہو گیا ہے۔اور نام نہاد سپر پاورز اور اُن کے چیلے چانٹے ہم پر اپنا رعب جھاڑتے اور اپنے ناجائز مطالبات پورے کرواتے نظر آتے ہیں۔جس مسلمان بھائی کی طرف چھری چاقو سے اشارہ کرنا حرام قرار دیا گیا، اُنہی کو غلط فہمیوں میں ہماری ہی محافظ پولیس، رینجرز اور مسلم افواج سے قتل کروایا جا رہا ہے۔غلط فہمیاں ایسے دور نہیں ہوتیں۔اگر فرنگی امریکی جاسوس کمپنیاں ہمارے آپس میں غلط فہمیاں پیدا کرنے پر مامور ہیں، اگر انہوں نے اس سلسلے میں ڈالروں کی برسات بھی شروع کر رکھی ہے اور اس عمل کو وہ سرمایہ کاری کا نام دیتے ہیں تو بھلے یہ اُن کے لیے سرمایہ کاری ہو مگر مسلم حکمران قوتوں کو ان کی دل آزاری اور خونخواری حرکتوں سے بچ بچا کر صلح کاری اور امن وآشتی کی پیداواری کا عمل سامنے لانا ہو گا۔

سابق آمر غاصب جرنیل کا اقرار جرم قومی اخباروں میں آ چکا ہے کہ ''میں نے پاکستان کے مفاد میں ڈرون حملوں کی اجازت دی تھی۔'' وکی لیکس کے مطابق پرویزی جانشین ہر ڈرون حملے پر احتجاج کرتے رہے اور اندرون خانہ ڈرونوں کی تحسین کرتے رہے۔حتیٰ کہ سابق نااہل حکمران گیلانی نے ایبٹ آباد پر امریکی حملے کو عظیم فتح قرار دیا تھا۔ان وطن دشمنی اور قوم فروشی کی حرکتوں کا نتیجہ ہے کہ آج پورے ملک میں پیپلز پارٹی کا نام مٹنے کو ہے۔سندھ میں اُنہوں نے ایک سازش کے ساتھ کامیابی حاصل کی کہ آخری دنوں میں ایم کیو ایم کو آپس کی مخالف ظاہر قوتیں کیا پھر بھی گورنر ایم کیو ایم کا اور وزیر اعلیٰ و دیگر حکمران (نگران) پیپلز پارٹی کی مرضی کے آئے۔نتیجہ معلوم تھا کہ حسبِ توقع ایم کیو ایم اور پی پی پی نے پورے سندھ میں غالب

اکثریت حاصل کر لی اور اب انہی کی حکومت ہے......مرکز میں قوم کو کوئی بہتر جماعت نظر نہ آئی لہٰذا سابقہ دو مرتبہ برطرف شدہ ''ن لیگ'' کو زیادہ ووٹ ملے۔ اب ن لیگ کا فرض ہے کہ سابقہ دونوں ادوار کی خودسری اور عوام دشمنی اور دینی اقدار نیز دوقومی نظریہ کی مخالف قوتوں کا ساتھ نہ دے۔ اُن کو عوام پر مسلط نہ کرے۔ شہید اکبر بگٹی اور بناتِ حفصہ کے مقدمات کا میرٹ پر فیصلہ ہونے دے۔ عدلیہ کے فیصلوں کو اور اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلوں کو عملاً نافذ کرے اس طرح صرف پانچ نہیں کئی پانچ سال اُس کو خدمت عوام و اسلام کے لیے مل سکتے ہیں۔ مفاہمتی یعنی منافقتی سیاست اور لوٹ مار کا دور واپس نہ آنے دے اور فرنگی وامریکی کی غلامی سے وطن عزیز کو آزادی دلائے۔ اغوا کیے گئے اور ایجنسیوں کے اُٹھائے گئے مرد و عورت (بشمول ڈاکٹر عافیہ) کو غیر ملکی اور ملکی ایجنسیوں کی ظالمانہ قید سے رہائی دلوائے۔ نیز تمام استثنا ختم کرائے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

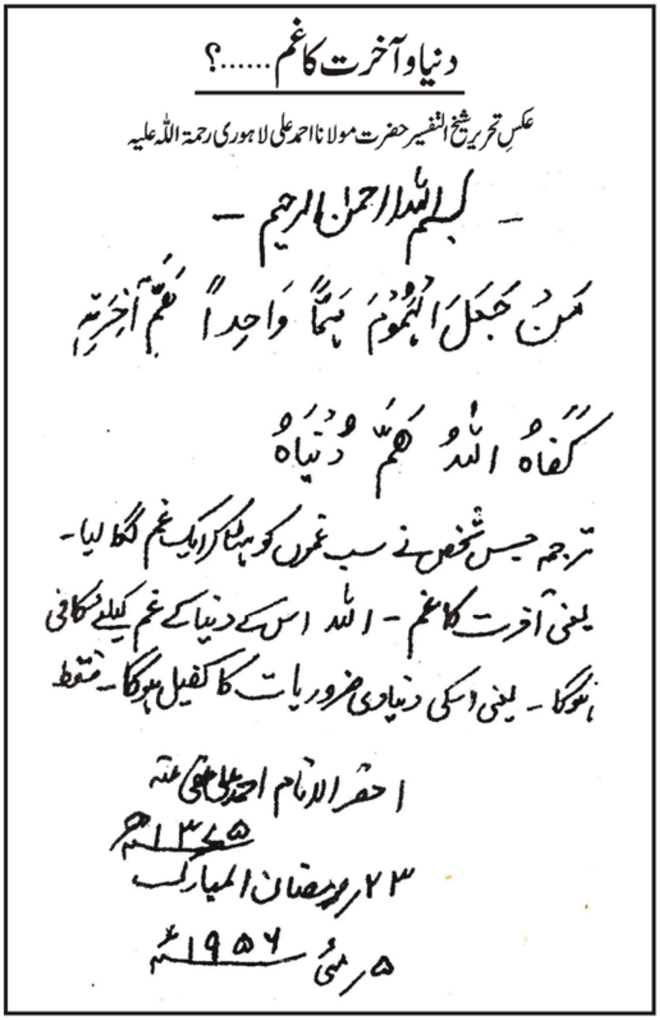

دنیا و آخرت کا غم......؟

عکسِ تحریر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ آخِرَتِهِ

كَفَاهُ اللهُ هَمَّ دُنْيَاهُ

ترجمہ جس شخص نے سب غموں کو ہٹا کر ایک غم لگا لیا۔
یعنی آخرت کا غم۔ اللہ اس کے دنیا کے غم کیلئے کافی
ہوگا۔ یعنی اسکی دنیاوی ضروریات کا کفیل ہوگا۔ متفق

احقر الانام احمد علی عفی عنہ
۱۳۷۵ھ
۲۳ رمضان المبارک
۵ مئی ۱۹۵۶ء

ابوطلحہ عثمان ایم۔اے

دہشت گردی کو سوئچ آف کیجیے

ہمارے سابق وزیر داخلہ اور صدر پاکستان فرماتے رہے کہ دہشت گردی کی جنگ ہماری اپنی جنگ ہے اور یہ کہ ہم اسے ختم کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے ڈرون حملوں کی بقول خود محدود اور مشروط اجازت دینے والے صدر کمانڈو پرویز بھی یہی فرماتے رہے کہ: ''ہم نے ساری دنیا کا ٹھیکہ تو نہیں لیا ہوا'' اور یہ کہ: ''سب سے پہلے پاکستان''......ان مبہم الفاظ کا معنی کسی نے تو یہ لیا کہ صرف پاکستان اور پاکستانیوں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے، مگر ہوا یہ کہ صرف پاکستان اور اہلِ پاکستان پر غیر علانیہ جنگ مسلط کر دی گئی اور سب سے پہلے پاکستان اور اہلِ پاکستان کو نشانہ بنایا جانے لگا۔

کمانڈو صدر نے زائد از سات سو پاکستانی محبّ وطن افراد کو ایجنسیوں کے ذریعے اٹھوایا اور امریکہ کو ڈالروں کے بدلے فروخت کیا۔ اس کے علاوہ کئی دیگر جرائم کا اقرار اُس نے کیا ہے۔ (بحوالہ اِن دی لائن آف فائر)

لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر اپنی فوج کے ذریعے فاسفورس بم برسائے۔ جن ایک دو فوجی افسروں نے قرآن پڑھتی بچیوں پر بم پھینکنے سے انکار کیا وہ آج بھی کورٹ مارشل کے بعد جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔ ابھی چند ہفتے پہلے ایسے ہی ایک مظلوم فوجی افسر کا بیان قومی اخبارات میں آیا ہے، اس نے درخواست کی کہ میری سزا پر نظر ثانی کی جائے۔

اب موجودہ تیسری بار کے وزیر اعظم کا بیان اور موجودہ وزیر داخلہ کا بیان بھی کئی بار سامنے آ چکا ہے کہ ہم دہشت گردی کو ختم کر کے چھوڑیں گے...... یہ بہت ہی نیکی کی بات ہے۔ بہت اچھے کام کا ارادہ ہے لیکن یہ سوچ لیں کہ جب ہماری فوج کی بمباری سے چار گھرانے تباہ ہوں گے اور ان چار گھروں کے ڈیڑھ دو درجن افراد میں سے صرف چار یا پانچ بندے بچ جائیں گے تو کیا وہ حکومتِ پاکستان اور اہلِ اقتدار کے لیے مٹھائی لے کر حاضر ہوں گے؟ کسی مفتی اور مولوی کے فتوے پر کہ دہشت گردی حرام ہے وہ سو فیصد عمل کریں گے یا کیا ایسے مفتی صاحبان کے فتوے پر وہ چار آدمی ملفوف تحفے نہیں بھیجیں گے؟

اہلِ اقتدار حضرات اور سالار پاکستان سے درخواست ہے کہ آپ ناسمجھ یا بھولے بھالے نہیں ہیں۔ دہشت گردی کو سوئچ آف کیسے اور کہاں سے کیا جا سکتا ہے، ہم عوام سے زیادہ آپ کو معلوم ہے۔ دو دفعہ آپ خود دہشت گردی کو ختم کر چکے ہیں۔ یہ منظر آپ کے علاوہ اہلِ وطن بھی دیکھ چکے ہیں و نہایت لجاجت سے ہم عوام کی التجا ہے کہ دہشت گردی کا بٹن آف کیجیے۔ یہ بٹن آپ سے چند قدم بھی دور نہیں۔ برادر کش نیٹو سپلائی بند کر دیجیے جیسا کہ کئی ماہ پہلے ایسا کر کے آپ دیکھ چکے ہیں۔ اپنے زمینی، فضائی اور بحری اڈے واپس لے لیجیے جیسا کہ پہلے آپ ایک اڈہ واپس لے چکے ہیں اور دہشت گردی بند

ہوکر امن کا ایک جھونکا آپ محسوس کر چکے ہیں۔ تیسری بات، امریکہ میں سابق سفیر پاکستان حقانی اور سابق مشیر داخلہ نادان ملک کی دعوت و اجازت (ویزا) پر پاکستان میں داخل ہونے والے بلیک واٹر، سی آئی اے اور زی ورلڈ کے ہزاروں ایجنٹوں، ریمنڈ ڈیوس کے شاگردوں کو گرفت میں لائیے۔ پہلے بھی اسی طرح امن قائم ہوا، دہشت گردی تھم گئی تھی۔ اب بھی یہی دو راستے ہیں۔ برادر کُش سپلائی بند اور بلیک واٹر دہشت گرد اندر بند۔ کر کے دیکھیے خالی خولی دعوے نہ کیجیے۔

۱۲/اگست ۲۰۱۳ء کے ایکسپریس اور دوسرے قومی اخبارات میں وفاقی وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان کا بیان شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا۔ ''دہشت گردی کے خلاف جنگ ہماری نہیں تھی بلکہ مسلط کی گئی تھی''

جناب آپ پچھلے پانچ سال کہاں تھے؟ کیا آپ حزبِ اختلاف کے لیڈر کے طور پر ایسا نہیں کہہ سکتے تھے۔ کیا آپ احتجاج نہیں کر سکتے تھے، کیا آپ قائدِ حزبِ اختلاف کے طور پر عالمی سطح پر یہ مسئلہ نہیں اُٹھا سکتے تھے؟

اور اگر اس وقت آپ فرینڈلی اپوزیشن کے لیڈر ہونے کی وجہ سے اس حقیقت سے لاعلم تھے تو اب آپ کی آنکھیں کھلی ہیں۔ آنکھیں تو مظلوم عوام کی بھی کھلی ہیں آپ ان میں دھول جھونکنے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ امریکہ کو پاکستانی حکمرانوں پر آقا ہونے کا حق حاصل ہے اور آپ اُن کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے...... آپ کو آقا کی طرف سے جواب طلبی کا ڈر ہوا تو فوراً دوسرا فقرہ بول دیا...... ''مگر اب یہ جنگ پاکستان کی بقا کی جنگ ہے۔'' یعنی پہلے تو نہیں تھی اب یہ ہماری جنگ ہے۔ یہی بات تو زرداری گروپ کے وزرا گیلانی سمیت کہتے رہے کہ ''یہ دہشت گردی کی جنگ پرویز مشرف نے شروع کی تھی۔ ہم نے شروع نہیں کی مگر اب یہ ہماری جنگ ہے۔''

کیا آپ عوام کو اُلّو بنا رہے ہیں کہ نہ آقا ناراض ہو، نہ عوام ناراض ہوں۔ اگر آپ پاکستان کے ساتھ مخلص ہیں تو پاکستان پر مسلط کی گئی اس دہشت گرد جنگ کو ختم کیجیے۔ نیٹو اور امریکہ کو علی الاعلان غیر مشروط طور پر کہہ دیجیے کہ سائیں ہم اس جنگ سے دست بردار ہوتے ہیں۔ ہمارا اب اس جنگ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں...... آپ جانیں اور ملا عمر کے پہاڑ...... ہم آج سے الگ ہوتے ہیں۔

اپنے ائیر بیس امریکہ کے قبضے سے آزاد کرائیے۔ برادر کُش سپلائی بند کیجیے۔ بلیک واٹر، سی آئی اے اور را وغیرہ کے ایجنٹوں کو لگام دیجیے۔ اگر ان کو گرفتار کرنے کی جرأت نہیں تو انہیں پاکستان بدر کیجیے، پھر ہم سمجھیں گے کہ آپ اس مسلط کی گئی دہشت گردی کی جنگ کو اپنی جنگ نہیں سمجھتے ورنہ تو آپ سیکڑوں ہزاروں پاکستانیوں کے قاتلوں کے ساتھی شمار ہوں گے۔ دیکھیے پہلے ریمنڈ ڈیوس پکڑا گیا تو ملک میں ڈرون حملے اور خودکش حملے بند ہو گئے تھے۔ سپلائی لائن بند کی گئی تو امن قائم ہو گیا تھا۔ نہ خودکش دھماکے ہو رہے تھے نہ ڈرون حملے...... آپ آگے بڑھیے۔ یہ کام کیجیے، دہشت گردی سے الگ ہو جائیے، پاکستان کے 18 کروڑ عوام آپ کے ساتھ ہوں گے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

انصار عباسی

کیا وزیر اعظم اپنے عہد کو بھول گئے؟

مارچ ۲۰۱۲ء کے تیسرے ہفتہ میں میاں نواز شریف صاحب نے لاہور کے ایک تعلیمی ادارے میں پنجاب حکومت کی اسکیم کے تحت لیپ ٹاپ تقسیم کرتے ہوئے نوجوانوں کی تنبیہ کی کہ وہ لیپ ٹاپ کے غلط استعمال سے باز رہیں۔ میاں صاحب کے اس بیان پر میں نے انہیں ایک موبائل پیغام بھیجا جس میں، میں نے انہیں یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ یہ ہمارے حکمرانوں، ریاست اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے اقدامات کریں کہ انٹرنیٹ کے غلط استعمال کو روکا جاسکے۔ میرے اس موبائل پیغام کے جواب میں میاں صاحب نے مجھے جو لکھ بھیجا وہ آج بھی میرے پاس محفوظ ہے۔ میاں صاحب کے پیغام کو محفوظ رکھنے کا فیصلہ میں نے اس لیے کیا کیوں کہ اس پیغام میں میاں صاحب نے اپنے اُس عہد کا اظہار کیا جس کو پورا کرنے کا تعلق اُن کے تیسری مرتبہ وزیر اعظم بننے سے تھا۔ اللہ کے کرم سے اب میاں صاحب تیسری مرتبہ وزیر اعظم بن چکے اس لیے اب ان کے پاس اپنا عہد پورا کرنے کا وقت آچکا جس کا انہوں نے مجھ سے اظہار کیا اور جس کا تعلق پاکستان اور عوام کے مستقبل سے ہے۔ میاں صاحب کی موجودہ حکومت کو دو ماہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا مگر ابھی تک ان کی طرف سے اپنے اس عہد کے اظہار کا کوئی اشارہ نہیں ملا۔ بلکہ حالیہ بجٹ میں ان کی طرف سے کچھ ایسے اقدامات کیے گئے جو وزیر اعظم صاحب کے عہد کے برخلاف تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ آج یوم آزادی کے دن وزیر اعظم صاحب اس سلسلے میں کوئی بات کریں گے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں روایتی سیاستدانوں کی طرح میاں صاحب اقتدار سے پہلے کے عہد و پیاں بھول تو نہیں چکے۔ قارئین کی دلچسپی اور وزیر اعظم کی یاد دہانی کے لیے میاں صاحب کا میرے موبائل پیغام کے ردعمل میں ۲۵ ر مارچ ۲۰۱۲ء کو بھیجا گیا جواب حاضر خدمت ہے

"Dear Ansar Abbasi Sb, Thank you for your msg. Your conccrns are not only valid but reflect my opinion as well. The gradual loss of our religious & social values disturbs me equally, but the fact remains that my sinccre and dispassionate adviccs to PPP govt have been falling on deaf ears. I shall discuss with Shahbaz as to whal we can implement at the provincial level. However, I vow to make Pakistan a

true Islamic welfare state if the Almighty blesse me with an opportunity in future. Kind regards, NS."

میاں صاحب کے اس پیغام کا متعلقہ آخری حصہ پڑھیں جس کا اردو ترجمہ کچھ یوں کیا جاسکتا ہے: ''میں عہد کرتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ کی رحمت سے مجھے مستقبل میں اقتدار میں آنے کا موقع ملا تو میں پاکستان کو ایک حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بناؤں گا۔''

وزیر اعظم صاحب آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تیسری مرتبہ وزیر اعظم بنا دیا مگر لگتا ایسا ہے کہ آپ اپنا عہد بھول گئے۔ یوم آزادی کے دن آپ نے اپنی تقریر میں پاکستان کو جدید فلاحی جمہوری ریاست بنانے کی تو بات کی مگر اسلام اور ''حقیقی اسلامی فلاحی ریاست'' بنانے کے اپنے عہد کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا۔ اسی عہد کی بنیاد پر پاکستان کو بنایا گیا۔ یہی علامہ اقبال کا خواب اور قائد اعظم کا وعدہ تھا۔ اسی عہد کا اظہار پاکستان کی پہلی قانون ساز اسمبلی میں پاس کی گئی قرارداد مقاصد میں کیا گیا۔ اسی عہد کو پاکستان کے ہر آئین میں شامل کیا گیا۔ پاکستان کے موجودہ متفقہ ۱۹۷۳ء کا آئین بھی یہ عہد کرتا ہے کہ اسلام کے نام پر بننے والے اس خطہ میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون ہی لاگو ہوگا، یہاں کے رہنے والے مسلمانوں کے لیے اسلامی ماحول قائم کیا جائے گا۔ بچوں کو قرآن اور عربی پڑھائی جائے گی۔ مگر یہاں ایسا کچھ بھی نہیں ہو رہا بلکہ سب کچھ اس کے برعکس ہو رہا ہے۔ علامہ کے خواب، قائد کے وعدے، قرارداد مقاصد کی موجودگی اور آئین پاکستان کے عہد کے باوجود ہم پاکستان کو ان چھیاسٹھ سالوں میں اس کے اصل مقصد سے اسی دوری نے ہمیں دولخت کیا، ہمیں نسل، رنگ اور فرقہ کی بنیاد پر اس طرح تقسیم در تقسیم کر دیا کہ آج ہم نہ مسلمان ہیں نہ پاکستانی۔ ہماری پہچان ہمارا رنگ، نسل، زبان اور فرقہ بن چکا اور اسی بنیاد پر ہم ایک دوسرے کو قتل تک رہے ہیں۔ ہم نے آزادی کی نعمت تو حاصل کی مگر اپنی بنیاد کو کھونے کی وجہ سے آج بھی ہمارے فیصلہ کرنے والے غیر ہیں۔ ہمیں اپنی بنیاد پر جاری موجودہ قتل و غارت کو روکنے کے لیے اُس عہد کو پورا کرنا لازمی ہے جو پاکستان کے قیام کی بنیاد بنا اور جس کا اظہار میاں صاحب نے بھی وزیر اعظم بننے سے قبل کیا۔ کل کس نے کیا کیا وہ تاریخ کا حصہ بن گیا۔ آج کے پاکستان کو اس کی اصل پہچان دینا وزیر اعظم میاں نواز شریف کی ذمہ داری ہے۔ اللہ وزیر اعظم میاں نواز شریف کو اپنا عہد پورا کرنے کی توفیق دے۔ آمین (روزنامہ ''جنگ'' لاہور، ۱۵/ اگست ۲۰۱۳ء)

☆......☆......☆

امام اہلِ سنّت، جانشین امیر شریعت

حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

وحی، عصمت، انبیاء اور ''ختمِ نبوّت''

قرآن وحدیث کی روشنی میں

امام اہلِ سنّت، جانشینِ امیر شریعت، حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری قدس اللہ سرہ العزیز کے یہ مضامین پندرہ روزہ ''الاحرار'' لاہور کی جلد ۲۰۔۲۱، جنوری تا جون ۱۹۹۱ء کے شماروں میں شائع ہوئے۔ جنہیں مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس مولانا محمد اکمل نے قارئینِ نقیب کے لیے مرتب کیا۔ (ادارہ)

اللہ تعالیٰ نے اپنی فطری حاکمیت اور ابدی اُلوہیت کے وجود و ثبوت، قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کے قیام و نفاذ اور اس کے حاوی و مقتدر ہونے میں مخلوق کی کسی جنس، کسی نوع، کسی قسم و صنف اور کسی فرد اور جز کے کسی طور پر بھی ہرگز ہرگز محتاج نہیں۔ لیکن خالقِ کائنات کے الہامی، روحانی پیغام کو سمجھنے اور بقیہ مخلوق تک پہنچانے کے لیے اُن کے پسندیدہ و مقررہ معیار کے مطابق اس ناقابلِ تصور اور مشکل ترین کام کی صلاحیت رکھنے والے اہل ترین افراد کی ضرورت تھی جو اس عظیم منصب و عہدہ کی حقیقت کو کامل فہم و شعور، پوری دیانت و بصیرت اور حفظ و معصومیت کے ساتھ پہلے اُسے خود باور کریں اور پھر قولی و عملی تبلیغ کے ذریعہ سے دنیا پر خدائی پیغام اور تخلیقِ کائنات سے پہلے عالمِ ارواح کے اندر معبود و مخلوق کے مابین ہونے والے عہد و پیمانِ الست کے ہر تقاضا کو منکشف کرنے کا فریضہ ہمیشہ ادا کرتے رہیں۔

چنانچہ پروردگارِ عالم نے نظامِ دنیا کو برقرار رکھنے کے لیے اپنی معبودیت کے اقرار و اعلان اور اپنی حاکمیت کے اظہار کے لیے نیز اپنی قدرتِ خاصہ، حکمتِ بالغہ اور رحمتِ عامّہ کے مطابق جنّ و اِنس جیسی باشعور اور احکام کی مکلّف و پابند مخلوق کی ہدایت و نجات کے لیے تمام انسانی ذخیرہ میں سے مختلف ممالک، مختلف اقوام مختلف قبائل اور مختلف خاندانوں اور گھرانوں سے تعلق رکھنے والے۔ اپنی تخلیق کے بے مثال شاہکار۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار معصوم الفطرت، عالی نسب اور سب سے بڑھ کر خوش نصیب افراد کو خود منتخب فرمایا۔ یعنی مقامِ الوہیت و توحید، وحی، منصبِ عصمت، نبوّت و رسالت اور عہدۂ خلافت و امامت کی حقیقت ظاہر کرنے کے لیے انبیاء و رسُل کے نام و عنوان کے ساتھ اپنے نمائندہ بنا کر پیدا کیا اور ہر زمانہ میں ہر ملک و قوم کے لیے بوقتِ ضرورت اپنی ایک تیسری نورانی مخلوق ملائکہ کے ذریعہ سے اور براہِ راست بھی اشرف المخلوقات نوعِ انسان میں سے اپنے پسندیدہ اور چیدہ افراد کو الہام اور وحی کا خطابی رابطہ پیدا کر کے سلسلۂ نبوّت و

رسالت قائم فرمایا اور امامت وخلافت کے وسیلہ سے نوعِ انسان کو نائب فطرت اور خلیفۃ اللہ فی الارض قرار دیا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ازلی وابدی احکام وہدایات کے مطابق ان کا بنایا اور تیار کیا ہوا نظامِ حیات پہلے خود تسلیم کر کے اپنائے اور پھر اُن کی خدائی میں ان کی مرضی سے اُن کا نازل کیا ہوا دستور وقانونِ زندگی نافذ وجاری کرے۔

کوئی شخص اپنی کسی فضیلت یا محنت وریاضت کے بل بوتے پر نبی نہیں بن سکتا:

انبیاء ورُسل علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی شخص بھی اپنی ذاتی نیکی، موروثی ولایت وبزرگی، محنت وریاضت، کسب وکوشش، خواہش وفرمائش، مطالبہ وتحکم یا اپنی ذاتی وخاندانی وجاہت، یا اجتماعی وسیاسی طاقت، یا فوجی قوت اور حکومت کے زور اور بل بوتے پر یا کسی بھی اور ممکن ذریعہ سے ہرگز نبی اور رسول نہیں بن سکتا بلکہ محض اور صرف اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت ان کی خاص عنایت ورحمت اُن کے فضل وکرم اُن کی پسند اور انتخاب کے تحت وہبی اور عطائی طور پر ان کو اس منصب عظیم کے لیے مخصوص ومشرف فرمایا گیا ہے:

اَللّٰہُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَہٗ

اللہ تعالیٰ ہی اس بات کو سب سے صحیح اور بہتر طور پر جانتے ہیں کہ وہ اپنی وحی اور پیغام کو کس فطرت وروح کے ظرف میں امانت رکھیں گے۔ (الانعام، ع:۱۵)

انبیاء ورُسل کا انتخاب صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ان کے اختیار سے ہوتا ہے:

اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ.

اللہ تعالیٰ چُن لیتے ہیں اپنے لیے جس کو چاہتے ہیں اور اپنی راہ پر چلا لیتے ہیں جس کو چاہیں۔ (الشوریٰ، ع:۲)

اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ.

اللہ تعالیٰ پسند کرتے اور چھانٹ لیتے ہیں فرشتوں میں سے اپنے قاصدوں کو اور انسانوں میں سے اپنے پیغمبروں کو بھی۔ (الحج، ع:۱۰)

چنانچہ اس سلسلے کا آغاز سیدنا ابوالبشر آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی سے اور اس کا انجام سیدِ اولادِ آدم، سرورِ دوعالم، نبی ورسولِ خاتم، معصومِ آخر، پیغمبر کائنات، امام الانقلاب سیدنا ومولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ مسعود پر ہوا۔ یہ سب حضرات انسانیت کے کمال وارتقاء کا احسن واکمل نمونہ ہیں۔

انبیاء ورُسل خالق اور مخلوق کے درمیان اصلی وحقیقی اور صحیح واسطہ وذریعہ ہیں:

وَ مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحۡیًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآیِٔ حِجَابٍ اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَیُوۡحِیَ بِاِذۡنِہٖ مَا یَشَآءُ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیۡمٌ. (الشوریٰ، ع:۵)

اور کسی آدمی کے بس میں نہیں کہ اللہ اس سے باتیں کریں مگر اشارتاً یا پردہ کے پیچھے سے یا وہ اللہ بھیجیں کسی قاصد فرشتہ کو تو وہ پہنچائے گا اُن کے حکم و اجازت کے ساتھ جو پیغام بھی وہ چاہیں۔ یقیناً وہ اللہ بلند وبالا اور دانائے حقیقت ہیں۔

صرف یہی حضرات اللہ تعالیٰ کی معرفت و رضا حاصل کرنے کے لیے خالق ومخلوق کے درمیان اصل اور حقیقی رابطہ، صحیح واسطہ و ذریعہ، بے خطر وسیلہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کے لیے سب سے بڑھ کر معتبر و معتمد علیہ سچے اور پسندیدہ ومحبوب واحد نمائندہ ہیں۔ ذات وصفاتِ الٰہیہ کے بعد ان حضرات کی مذکورہ حیثیت ومنصب کو تسلیم کرتے ہوئے اُن کی دعوت قبول کرنا اور ان پر مستقل طور پر ایمان لا واجب اور ناگزیر ہے۔

انبیاء ورُسُل فطری وطبعی طور پر معصوم کامل ومطلق ہیں:

ہر احتیاج وعیب سے پاک، علمِ محیط کے مالک، حاضر وناظر اور قادرِ مطلق خدا کے لیے بے خطا اور یقینی انتخاب کا بدیہی اور لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جملہ انبیاء علیہم السلام، اولادِ آدم اور خالص انسان وبشر ہو کر بھی ملائکہ سمیت تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ اور ماں کے پیٹ سے لے کر قبر کی آغوش تک کی زندگی میں تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے بھی نہیں بلکہ اُن کے تصور تک سے بھی پاک۔ یعنی ہر لحاظ سے کامل اور مطلق معصوم مخلوق ہیں۔ اگر کسی وقت ان کے فکر واجتہاد اور عمل میں کسی قسم کی لغزش کا شائبہ بھی پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ فوراً رہنمائی اور دستگیری فرما کر اپنے نبی ورسول کو اس سے بھی بچا لیتے ہیں۔ گروہِ انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی بڑے سے بڑا نیک اور بزرگ شخص بھی عصمت اور نبوت ورسالت کے وصف میں ان کا شریک نہیں۔ لیکن باوصف اس تمام تقدس اور شرف کے بھی یہ سب حضرات معاذ اللہ نہ خدا ہیں، نہ مثیلِ خدا ہیں، نہ جزِ خدا ہیں نہ خدا تعالیٰ کے وجود میں سے اور نہ اس کی صفتِ نور میں سے برآمد اور پیدا ہوئے اور نہ ہی خدائی صفات کے مالک ہیں۔

وَ اِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ. وَمَا اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعَالَمِیْنَ.

اور آپ کے منکر و کافر تو یوں لگ رہے ہیں کہ آپ کو پھسلا دیں اپنی نگاہوں کی تیزی کے ساتھ جب وہ سنتے ہیں سراپا نصیحت قرآن کو اور کہتے ہیں کہ (اپنے نہ ٹکنے اور پھسلنے کے باعث) یقیناً یہ دیوانہ ہے۔ اور یہ قرآن یہی تو نصیحت ہے سب جہان والوں کے لیے۔ (القلم، ع:۲)

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْھِمْ شَیْئًا قَلِیْلاً.

اور اگر حقیقتاً ہم نے آپ کو سنبھال کے اور تھام کے (معصوم بنا کر) نہ رکھا ہوتا تو یقیناً قریب تھا کہ آپ جھکنے لگ جاتے اُن کفار کی طرف تھوڑا سا۔ (بنی اسرائیل، ع:۸)

انبیاء ورُسُل انسان اور بشر ہوتے ہیں جن اور فرشتہ نبی نہیں ہوتا:

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ.

آپ کہہ دیجیے حقیقت یہی ہے میں بھی ایک انسان (اولادِ آدم ہونے میں) تم جیسا ہوں۔ حکم بھیجا جاتا ہے مجھ کو کہ بلاشک تمہارا مرکزِ عبادت صرف ایک معبود ہے۔ (الکھف، ع:۱۲)

وَ لَوْ جَعَلْنٰہُ مَلَکاً لَّجَعَلْنٰاہُ رَجُلاً وَّ لَلَبَسْنَا عَلَیْھِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ.

اور اگر ہم اپنا رسول بنا کر بھیجتے کسی فرشتہ کو تو اس کو بھی لازماً آدمی ہی بناتے اور ان کفار کو (ان کی ضد کے باعث آدمی کو رسول نہ سمجھنے پر) اسی شبہ میں ڈالتے جس میں وہ اب رہے ہیں۔ (الانعام، ع:۱)

منصبِ نبوت ورسالت کے لیے صرف مَردوں کو منتخب کیا جاتا رہا ہے، کوئی عورت نبی اور رسول نہیں بنائی گئی:

وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالاً نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی.

اور ہم نے رسول بنا کر نہیں بھیجا آپ سے پہلے مگر صرف مردوں کو جن کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے جو مختلف بستیوں کے رہنے والے تھے۔ (یوسف، ع:۱۲)

وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا اِلَیْھِمْ فَسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.

اور ہم نے رسول بنا کر نہیں بھیجا آپ سے پہلے مگر مردوں کو جن طرف ہم وحی بھیجتے رہے۔ سو لوگو پوچھ لو (اہلِ علم) یاد رکھنے والوں سے اگر تم جانتے نہیں۔ (النحل، ع:۶)

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیۤ اِلَیْھِمْ فَسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.

اور پیغامِ نبوّت نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے مگر صرف مردوں کے ہاتھ، ہم وحی بھیجتے تھے ان کو، سو پوچھ لو یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے۔ (الانبیاء، ع:۱)

انبیاء ورُسُل کو اُن کی اپنی قوم کی زبان میں وحی بھیجی جاتی ہے:

وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ.

اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اپنی قوم کی بولی بولنے والا، تاکہ خوب کھول کر انہیں سمجھائے۔ (ابراہیم، ع:۱)

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا شرکتِ غیرے

پوری کائنات کے واحد قائدِ اعظم اور آخری نبی ورسول ہیں:

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب مکمل دستورِ حیات اور اسلامی قانون کا سب سے بڑا مستند ومعتمد، ناقابلِ

ترمیم و اضافہ اور نا قابلِ تنسیخ مأخذِ اوّل (چیف اینڈ فرسٹ سورس آف اسلامک لا CHEIF AND FIRST SORS OF ISLAMIC LAW) ہے۔ اور قصرِ نبوّت کی آخری اینٹ، سلسلۂ نبوّت کی آخری کڑی اور کتابِ نبوّت کا آخری ورق، سیدالاوّلین والآخرین، قائدالمرسلین خاتم النبیین والمعصومین سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات میں خدا تعالیٰ کے سب سے اعلیٰ اور آخری نمائندہ۔ اور زمین پر۔ خلیفۃ اللہ کا اکمل مصداق اور مظہر ہیں اور خدائے پاک کے سب سے بڑے اور اس معنیٰ میں سب سے آخری نبی اور رسول اور اوّلین وآخرین یعنی تمام مخلوق اور پوری کائنات کے بلاشرکتِ غیرواحد قائدِ اعظم ہیں کہ آپ کے بعد نہ تو اب تک کسی شخص کو یہ منصب ملا ہے نہ مل سکتا ہے اور نہ ہی اب قیامت تک کسی کو کسب ومحنت اور ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ سے اور نہ ہی وہبی طور پر عطا کیا جائے گا۔ چنانچہ اب کوئی اصلی وحقیقی اور متبوع ومقتدیٰ یا فرعی ومجازی اور تابع وطفیلی یا ظلّی وبروزی یا مستقل یا عارضی یا اُمتی یا غیر امتی غرض کسی بھی قسم کا کوئی غیر صاحبِ کتاب نیا نبی اور کوئی صاحبِ کتاب نیا رسول ہرگز ہرگز پیدا نہیں ہوسکتا۔

ہاں کوئی قدیم نبی جسے کسی خاص حکمتِ ربّانیہ اور قدرتِ الٰہیہ کے تحت اب تک زندہ رکھا گیا ہو۔ وہ اللہ ہی کی مرضی سے اس اُمّت کی خدمت کے لیے مجددِ مصلح اور ہمارے نبی کریم علیہ السلام کا خلیفۂ ارشد بن کر آسکتا ہے، اپنی پرانی شریعت چلانے کے لیے ہرگز نہیں۔ نتیجتاً اب اگر کوئی بڑے سے بڑا مسلمان اور صاحبِ کشف وکرامت بزرگ بھی خدانخواستہ نبوت کا دعویٰ کردے تو وہ قرآن کریم کے پارہ بائیس کی آیت ختمِ نبوّت اور مشہور ومستند حدیثِ صحیح بخاری نصوصِ صریحہ وقطعیہ کے تحت پکّا کذاب ودجال دائرہ اسلام سے خارج اور قطعی کافر ومرتد ہے اور اسلامی حکومت میں سچی توبہ نہ کرنے پر واجب القتل ہے۔ چنانچہ ارشاد ربّانی ہے:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ کَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا.

نہیں ہیں ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی شخص کے تمہارے مردوں میں سے ہاں! وہ اللہ کے پیغمبر اور سب انبیاء کی مہر ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کی حکمت کو ہمیشہ کے لیے خوب جاننے والے ہیں۔ (الاحزاب)

اور نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَ لَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَ لَا اُمَّةَ بَعْدَکُمْ. (کنزالاعمال)

میں آخری نبی ہوں، نہ میرے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہوگا اور نہ میرے بعد کوئی نیا رسول پیدا ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی نئی اُمت پیدا ہوگی۔

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ایسے مرتد شخص کے متعلق نبی علیہ السلام کا فرمان ہے:

مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ.

جو شخص اپنا دین تبدیل کرے، اُسے قتل کردو۔

(البخاری، کتاب استتابۃ المعاندین والمرتدین، باب حکم المرتد والمرتدہ، جلد: ۲، ص: ۱۰۲۳، طبع کراچی)

چنانچہ ایسا شخص، شرعی حکومت میں قانوناً سہ روزہ مہلت کے بعد بھی کفریہ عقائد ودعویٰ پر اصرار کرنے کے باعث واجب القتل ہے۔ ایسے ہی اس کو ماننے والا یا اس کفریہ عقیدہ کی کسی قسم کی تاویل، توجیہ اور پردہ پوشی کرنے یا اس پر خاموش اور رضا مند رہنے والا کوئی فرد یا جماعت اور قوم بھی دائرہ اسلام سے قطعاً خارج، کافر ومرتد اور اسلامی حکومت میں واجب القتل ہے۔ اس مسئلہ کی قولی تفسیر اور عملی تشریح کے سلسلہ میں عہدِ رسالت کے مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف نبی علیہ السلام کے انکاری اعلان نیز امام اوّل و بلافصل، محافظ اسلام سیدنا ابوبکر صدیق اکبر علیہ السلام والرضوان کے اعلانِ جہاد اور مسیلمہ سمیت اسود عنسی اور ان کی جماعت کا قتل، ان کے اموال کو بطور غنیمت لوٹنا، اُن کے مرد جنگی قیدیوں کی غلام، قیدی عورتوں کو باندی اور بیوی بنانا۔ یعنی اُن سے برسرِ جنگ غیر مسلم وکافر قوم کے ساتھ روا رکھا جانے والا سلوک کرنا۔ یہ واقعات مذکورہ تفصیل وشرائط کے ساتھ مقید عقیدۂ ختمِ نبوّت کی حقانیت وقطعیت پر قیامت تک کے لیے نہ صرف کسی ایک طبقہ کا بلکہ پوری اُمّت کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا اکمل اجماع ہے جس کو پوری اُمّتِ محمدیہ چودہ سو سال سے بلا تاویل وتوجیہ، بلا ترمیم وتحریف اور بلا شک وشبہ تسلیم کرتی چلی آرہی ہے جس کی روشنی میں ایران کے بابیوں، بہائیوں اور ہندوستان اور پاکستان کے لاہوری وقادیانی مرزائیوں اور اُن کے تمام ہم نواؤں کا دائرہ اسلام سے خارج، کافر ومرتد اور ایک غیر مسلم اقلیت ہونا قطعی ویقینی اور عالمِ اسلام میں موجود تمام برحق مکاتبِ فکر وفقہ اسلامی کے متفقہ فتویٰ کے عین مطابق ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَ النُّبُوَّۃَ قدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَ لَا نَبِیَّ (رواہ الترمذی وقال: ہٰذا حدیث صحیح، وقال ابن کثیر فی تفسیرہ، ج: ۸، ص: ۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھالی رشتہ دار، عظیم وبلند بخت، دعایاب خادمِ خاص جلیل القدر صحابی حضرت ابوحمزہ انس بن مالک خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق رسالت اور نبوت منقطع اور ختم ہوگئی ہے۔ تو میرے بعد نہ کوئی (صاحبِ کتاب وشریعت) رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی ہوگا۔ (ترجمہ از ابومعاویہ)

عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَال قَال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ وَ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ (رواہ البیہقی والحاکم وصحّحہٗ کذا فی الدّر المنثور للسیوطی۔ جلد: ۵، ص: ۲۰۷)

حضرت ابونجیح عرباض بن ساریہ سُلَمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً میں اللہ کا بندہ ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَ لَا فَخْرَ وَ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَ مُشَفَّعٍ وَ لَا فَخْرَ.

(رواہ الدارمی وابن عساکر کذا فی المشکوٰۃ وکنز العمّال، جلد:۲،ص:۱۰۹)

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمام رُسُل کا قائد ہوں اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں، اور میں خاتم النبیین ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں اور میں (قیامت کے دن اُمّت کی) سب سے پہلے شفاعت قبول کیے جانے والا ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ وَ اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ وَ اَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ.

(رواہ ابن ماجہ فی سنتہ ''باب فتنۃ الدجال، وابن خزیمۃ والحاکم والضیاء من منتخب کنز العمّال، جلد:۶ ص:۴۱)

حضرت ابوامامہ صَدَیّ ابنِ عَجلان باہلی رضی اللہ عنہ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: اور میں انبیاء کا آخری فرد ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنِّی اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ وَ مَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ.

(رواہ مسلم، جلد:۱، ص:۴۴۶۔ والنسائی ولفظہٗ: **فَاِنِّی خَاتِمُ الْاَنْبِیَاءِ وَ مَسْجِدِیْ خَاتَمُ الْمَسَاجِدِ**)

جناب عبداللہ ابن ابراہیم نے (مرسل طور پر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً میں انبیاء کا آخری فرد ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں آخری مسجد ہے۔

عَنْ ضَحَّاکِ بْنِ نَوْفَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَ لَا اُمَّۃَ بَعْدَ اُمَّتِیْ. (رواہ البیہقی فی کتاب الرؤیا)

حضرت ضحاک بن نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ میرے بعد (کسی قسم کا) کوئی نبی ہے اور نہ میری اُمّت کے بعد کوئی نئی اُمّت ہے۔

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ

نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. (رواہ الترمذی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوسکتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّ النَبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلِیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِلّتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ، وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَ اُحِلَّتْ لَیَ الْغَنَائِمُ وَ جُعِلَتْ اِلَی الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَھُوْرًا وَ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلَقِ کَآفَّۃً وَ خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ. (رواہ مسلم فی الفضائل،جلد:۱،ص:۲۴۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے انبیاء پر چھے باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ایک بات یہ ہے کہ مجھے تھوڑے اور مختصر الفاظ اور زیادہ معانی والے جامع کا معجزہ دیا گیا ہے۔اور دوسری بات یہ ہے کہ دشمنوں پر میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی ہے اور تیسری بات ہے ہے کہ اُمِم سابقہ کے خلاف میرے لیے اموالِ غنیمت حلال کردیے گئے ہیں۔اور چوتھی بات یہ ہے کہ مساجد اور پانی کی پابندی کی جگہ میرے لیے مسجد اور پانی سے وضو اور غسل کے عوض تیمّم کی صورت میں جسم کو پاک کرنے کا ذریعہ بنادی گئی ہے اور پانچویں بات یہ ہے کہ مجھے دنیا بھر کی تمام مخلوقات کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور چھٹی بات یہ ہے کہ میرے وجود پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِی کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَّ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ. (رواہ مسلم،جلد:۲۔ختم نبوّت کامل جز ثانی،ص:۲۴۱)

نبی علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام اور خادمِ خاص حضرت ابوعبداللہ ثوبان ابن بُجْدُ دحُمَیری یمنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقینی بات ہے کہ میری اُمّت میں عن قریب مہاں جھوٹے تیس مدعی نبوت پیدا ہوں گے۔ان میں سے ہر شخص یہ غلط دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں۔حالانکہ میں محمد خاتم النبیین ہوں،میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن،سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ،ڈیرہ غازی خان 064-2462501

مولانا حکیم محمود احمد ظفر　　　　قسط:۲

خاندانِ عثمانی کی بنوہاشم سے رشتہ داریاں

مرأۃ العقول اہلِ تشیع کی ایک نہایت معتبر کتاب ہے۔اس میں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے لکھا گیا ہے:

اوّل من ولد لرسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بمکۃ قبل النبوۃ القاسم و یکنّی بہ ثم زینب ثم رقیۃ ثم فاطمۃ ثم اُمّ کلثوم ثم ولد لہ فی الاسلام عبداللّٰہ فسمّی الطیّب و الطاھر و امّھم جمیعاً خدیجۃ بنت خویلد.

اعلانِ نبوّت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سب سے پہلے قاسم پیدا ہوئے جن کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ پھر سیدہ زینب پیدا ہوئیں، پھر رقیہ، پھر فاطمہ اور پھر امّ کلثوم رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔اعلانِ نبوّت کے بعد عبداللہ جن کا طیب نام ہے اور طاہر پیدا ہوئے۔ان سب کی والدہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد ہیں۔
(مرأۃ العقول، جلد:ا ص:۳۵۲)

قرطبی کے حوالہ سے اس بات پر اجماع بھی نقل کیا گیا ہے۔

قال القرطبی اجتمع اھل النقل علیٰ انّھا ولدت لہ اربع بنات کلھن ادرکن الاسلام و ھاجرن زینب و رقیۃ او اُمّ کلثوم و فاطمۃ.

قرطبی نے کہا کہ اہلِ نقل کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔سب کی سب مسلمان تھیں اور سب نے ہجرت کی، وہ تھیں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ اُمّ کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن۔(مرأۃ العقول، جلد:ا، ص:۳۵۲)

مسعودی جو مسلکاً شیعہ ہے اور تاریخ پر اس کی کئی کتابیں ہیں۔اس بارے میں لکھتا ہے:

وکان لہ من الولد عبداللّٰہ الاکبر و عبداللّٰہ الاصغر امّھا رقیۃ بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم.

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے تھے۔ایک عبداللہ الاکبر اور دوسرے عبداللہ الاصغر، ان دونوں کی والدہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔(مروج الذہب، جلد:۲، ص:۳۳۱)

ابن شہر آشوب نے اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔چنانچہ لکھتا ہے:

و اولادہ لہ من خدیجۃ القاسم و عبداللّٰہ و ھما الطاھر و الطیّب و اربع بنات زینب و رقیۃ

و اُمّ کلثوم وھی اٰمنة و فاطمة.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دولڑکے قاسم اور عبداللہ تھے۔جن کو طیب اور طاہر بھی کہتے ہیں۔اور آپ کی چار صاحبزادیاں تھیں۔سیدہ زینب، سیدہ رقیہ سیدہ اُمّ کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن۔
(مناقب آلِ ابی طالب، جلد:۱،ص:۱۶۱، ایران)

تحفۃ العوام شیعہ حضرات کی ایک دعاؤں کی کتاب ہے۔اس میں ایک دُعا یوں مرقوم ہے:

اللّٰھمّ صلّ علی القاسم و الطاھر ابنی نبیّک. اللّٰھمّ صلّ علی رقیة بنت نبیّک والعن من اٰذی نبیّک فھا. اللّٰھمّ صلّ علی اُمّ کلثوم بنت نبیّک والعن من اٰذی نبیّک فھا.

اے اللہ! قاسم اور طاہر رضی اللہ عنہما پر رحمت بھیج جو تیرے نبی کے صاحبزادے ہیں۔اے اللہ! رحمت بھیج اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا پر اور لعنت بھیج اس شخص پر جس نے اس کے بارہ تیرے نبی کو اذیت دے۔اے اللہ! رحمت بھیج اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اُمّ کلثوم پر اور لعنت فرما اس شخص پر جو تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارہ میں اذیت دے۔(تحفۃ العوام، حصہ اوّل، ص:۱۱۳، نول کشور)

دُعا کے نتائج:

اس دعا سے مندرجہ ذیل باتیں مستنبط ہوتی ہیں۔

۱۔　سیدہ رقیہ اور سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔

۲۔　یہ دونوں چونکہ یکے بعد دیگرے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقد میں آئی تھیں۔لہٰذا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے بلکہ ایک لحاظ سے اُن سے افضل تھے کیونکہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں۔اسی وجہ سے ان کی کنیت ''ذوالنورین'' (دونوروں والا) تھی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں کا یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آنا، ایک بہت بڑی وجۂ فضیلت ہے۔جس کا اظہار سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایک موقع پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تھا کہ:

وَابن ابی قحافة و لا ابن الخطاب اولیٰ بعمل الحق منک و انت اقرب الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم و شیجة رحم منھما و نلت من صھرہ ما لم بنالا.

اور ابن ابی قحافہ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابن خطاب یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ حق دار نہیں تھے۔اور اے عثمان رضی اللہ عنہ! آپ نسبی قرابت میں ان دونوں حضرات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب تھے۔اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا جو شرف حاصل ہے وہ ان دونوں حضرات کو حاصل نہ تھا۔(نہج البلاغۃ، جلد:۱،ص:۳۰۳، البدایۃ والنہایۃ، جلد:۷،ص:۱۶۸)

۳۔　تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو جو شخص ان دو صاحبزادیوں کے بارہ اذیت دے گا، وہ اس دعا کی لعنت کا مورد ہوگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارہ اس سے اور بڑی تکلیف دینا کیا ہے کہ یہ کہہ دیا جائے کہ وہ رسول کی بیٹیاں ہی نہ تھیں۔ اگر کوئی آپ کی اولاد کو کہہ دے کہ وہ آپ کی اولاد نہیں تو آپ کو کس قدر تکلیف ہوگی؟ چہ جائیکہ سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی دو پیاری اور آنکھوں کی ٹھنڈک صاحبزادیوں کے بارے ایک شخص اپنے ناپاک اور گندے منہ سے یہ کہہ دے کہ وہ معاذ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔ کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس جملہ سے کبیدہ خاطر اور رنجیدہ دل نہ ہوں گے؟ **اعاذنا اللّٰہ من ھٰذہ الخرافات.**

متذکرہ بالا دلائل و براہین سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زائد بلکہ چار صاحبزادیاں تھیں جن کے نام سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ اُمّ کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن تھے۔

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں سیدہ رقیہ اور سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہ یکے بعد دیگرے آئیں۔ چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دی۔ یہ لکھا:

''اگر نبی دختر بہ عثمان داد، ولی دختر بہ عمر فرستاد۔''

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی عثمان رضی اللہ عنہ کو دی (تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے؟ جو) ولی (علی) نے اپنی بیٹی عمر رضی اللہ عنہ کو دے دی؟ (مجالس المؤمنین، جلد:۱، ص:۲-۴، تہران)

کیا منہ دکھائیں گے وہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وہ ان لوگوں سے قیامت کو کہے گا کہ تم نے کیوں میری بیٹیوں بارہ میں مجھے اذیت اور تکلیف دی۔ اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی یہ بات یاد نہ تھی۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا. (الاحزاب)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اور اللہ نے اُن کے لیے اہانت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ایک تو اذیتِ رسول یہ تھی جس کا ذکر گزشتہ سطور میں کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سگی بیٹیوں کے بارہ میں یہ کہہ دیا کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں نہیں تھیں۔ اور اس سلسلہ میں دوسری اذیت یہ دی جاتی ہے کہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ درست ہے کہ سیدہ رقیہ اور سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہما واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں تھیں، لیکن ساتھ ہی یہ کہہ دیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیٹیاں ایک منافق اور فاسق (معاذ اللہ) کو بیاہ دی تھیں۔ جیسا کہ نعمت اللہ الجزائری کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔ (ملاحظہ ہو: انوار العمانیہ، جلد:۱، ص:۸۰)

میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور اُمّت کے ذوالنورین کے بارہ اس قسم کے الفاظ سے نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچی ہوگی بلکہ عرشِ الٰہی بھی کانپ گیا ہوگا۔ جب ہم اپنا داماد کسی منافق یا فاسق کو نہیں بناتے تو طاہر ومطہر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیوں کو نفاق وفسق کی گندگی میں کیسے دھکیل سکتا ہے۔ پھر خود ہی تو شیعہ حضرات کی کتابوں میں ہے کہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی پاک دامن بیٹی کا کسی فاسق کے ساتھ نکاح کرے، اس پر ہر روز ایک ہزار لعنت نازل ہوتی ہے اور اس کا کوئی عمل آسمان کی طرف نہیں چڑھتا۔ اور نہ ہی اس کی کوئی دعا قبول ہوتی ہے اور نہ ہی اس سے کوئی فدیہ یا معاوضہ قبول کیا جاتا ہے۔ (ارشاد القلوب، جلد:۱، ص:۱۷۴، بیروت)

غور فرمایئے کہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کو اس بات سے منع کر رہا ہے کہ وہ کسی فاسق کو اپنی پاک دامن بیٹی نکاح میں نہ دیں، وہ خود اس گھناؤنے جرم کا کیسے ارتکاب کر سکتا ہے؟ پیغمبر تو اپنی شریعت پر دوسروں سے بہت زیادہ عمل کرتا ہے بلکہ وہ اگر دوسروں سے اپنی شریعت پر ایک پاؤ بھر عمل کرنے کا مطالبہ کرتا ہے تو خود اس پر ایک سیر بھر عمل کر کے دکھاتا ہے۔ کیونکہ اس کی زندگی کی کتاب کا ''باب عمل'' ہی دوسروں کو متاثر کرتا اور اپنی طرف کھینچتا ہے۔ لیکن اگر اس کا دامنِ عمل ہی شریعت سے خالی ہو تو وہ دوسروں کی اس کی دعوت کس طرح دے سکتا ہے؟

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک تعلیمات سے نکاح کے بارہ میں ایک قاعدہ بنایا جس پر پوری زندگی انہوں نے خود بھی عمل کیا۔ اور اپنی اُمّت سے بھی اس پر عمل کروایا۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ:

من ترضون دینه و خلقه فزوجوه.

جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو اس سے اپنی بچی کی شادی کر لو۔

بھلا جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کی یہ تعلیم دیتا ہے کہ اپنی لڑکیوں کا نکاح اُن لوگوں سے کرو جن کے اخلاق اور جن کا دین اچھا ہو وہ خود اس تعلیم کے خلاف کیسے عمل کر سکتا ہے۔ اور اپنی بچیوں کو کیسے فساق ومنافقین کے حبالۂ عقد میں دے سکتا ہے؟ **کبرت کلمة تخرج من افواههم.**

خلاصہ اس ساری گفتگو کا یہ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دامادی کا رشتہ صحیح اور پکا ہے۔ اور اس میں مین میخ نکالنے والا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے والا ہے۔ جس کا انجام حق تعالیٰ کی لعنت اور عذاب مہین ہے۔

رشتۂ سوم:

خانوادۂ عثمانی کا علوی خاندان سے تیسرا رشتہ یہ ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا پوتا عبداللہ بن عمرو بن عثمان، سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا داماد تھا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ بنت سیدنا حسین رضی

اللہ عنہ اُن کے حبالۂ عقد میں تھیں۔ گویا دادا، دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور پوتا دامادِ حسین رضی اللہ عنہ۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی مشہور فقہی کتاب شرائع الاسلام کی شرح میں مرقوم ہے:

تزوج عبداللّٰہ بن عمرو بن عثمانؓ فاطمة بنت الحسینؓ......و کلّھم من غیر بنی ھاشم.

عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کی شادی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ سے ہوئی...... اور یہ سارے رشتے بنوہاشم کے غیر بنوہاشم میں ہوئے۔ (مسالک الافہام شرح شرائع الاحکام، جلد:۱)

علامہ ابوالفرج اصفہانی شیعی نے اس رشتہ کے بارہ میں لکھا ہے:

و امّہ فاطمة بنت الحسینؓ کان عبد اللّٰہ بن عمرو تزوّجھا بعد وفات الحسنؓ بن الحسنؓ بن علیؓ ابن ابی طالب.

(محمد) کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ تھیں، جس سے عبداللہ بن عمرو نے حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی وفات کی بعد شادی کی تھی۔ (مقاتل الطالبین، ص:۲۰۲، تذکرہ محمد بن عبداللہ بن عمرو، بیروت)

علامہ ابن سعد نے بھی طبقات میں اس رشتہ کا ذکر کیا ہے کہ:

تزوجھا ان عمھا حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب فولدت لہ عبداللّٰہ (المحض) وابراھیم و حسناً و زینب ثم مات عنھا فخلف علیھا عبداللّٰہ بن عمرو بن عثمان بن عفان زوجھا ایاہ ابنھا عبداللّٰہ بن حسن بامرھا فولدت لہ القاسم و محمد و ھو الدیباج مسمی بذالک بجمالہ و رقیة بنی عبداللّٰہ بن عمرو.

فاطمہ بنت حسین کے ساتھ اُن کے چچازاد بھائی حسن بن حسن نے شادی کی اور اس سے عبداللہ المحض، ابراہیم، حسن اور زینب پیدا ہوئے۔ پھر حسن فوت ہوگئے۔ پھر سیدہ فاطمہ کی شادی عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوئی۔ سیدہ فاطمہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کے ذریعے نکاح کی اجازت دی۔ عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کی ایک لڑکی رقیہ اور دو لڑکے قاسم اور محمد الدیباج پیدا ہوئے۔ محمد کو اس کی خوبصورتی کی وجہ سے الدیباج کہا جاتا تھا۔ (طبقات ابن سعد، جلد: ۸۔ تذکرہ فاطمہ بنتِ حسین رضی اللہ عنہ، کتاب المحبر ص لاہور۔ المعارف لابن قتیبہ، کراچی)

ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے:

وبعد از حسن مثنیٰؒ فاطمہ (بنت حسین) بحبالۂ نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان درآمد۔

سیدہ فاطمہ بنت حسین، حسن مثنیٰؒ کی وفات کے بعد عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے نکاح میں آئیں۔ (ناسخ التواریخ، جلد:۶، کتاب دوم، ص:۵۳۴)

ابن ابی الحدید، مسعودی اور دوسرے علمائے انساب نے بھی اس رشتہ کی تصدیق کی ہے۔

ملاحظہ ہو: شرح نہج البلاغة، جلد:۳، ص:۲۷۵۔ التنبیہ والاشراف، ص:۲۵۵)

(جاری ہے)

شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ

سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

سیدالشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ عرب کے مانے ہوئے بہادر تھے۔ ایسے دلاور، ایسے شجاع کہ ان کے نام سے بہادری کے تذکرے لکھے گئے۔ قصے جوڑے گئے، افسانے بن گئے، داستانیں مرتب کی گئیں۔

امیر میدانِ جنگ میں نکلتے تو حریفوں کی آنکھوں میں موت پھر جاتی۔ بدر میں مشرکینِ قریش ان کے نام سے پناہ مانگتے تھے۔ آپ کو آتا دیکھتے تو پرے ہٹ جاتے، بچ کر نکلتے، اپنے خیموں تک بھاگ جاتے، دور سے آپ کو دکھلا کر کہتے ...... ''جانے سینے پر شترمرغ کے پر لگائے وہ کون ہے، ہمارا ایک سے ایک بہادر اس نے زمین کو سونپ دیا۔''

یہی حال اُحد میں ہوا۔ دونوں ہاتھوں میں تلوار لیے آپ برق وبلا کی طرح بڑھتے چلے جاتے تھے ؎

چمکتے تھے شہاب آسا جھپٹتے تھے عقاب آسا

اُحد میں پہنچنے سے پہلے جُبیر اور وحشی میں بات ہوئی۔ جُبیر نے کہا تھا:

''تو نے میرے چچا کا بدلہ لیا تو سمجھ لے کہ میں نے تجھے آزاد کر دیا۔''

اِس کا چچا جنگ بدر میں مارا گیا تھا۔ اِدھر ہند ابوسفیان کی بیوی اور عتبہ، رئیسِ مکّہ کی بیٹی نے بھی قول دیا تھا دام درم سونا چاندی دے کر نہال کر دوں گی [1] ''میرے باپ کا بدلہ لے کر میرا دل ٹھنڈا کر دے۔''

آزادی کسے عزیز نہیں ہوتی مگر وحشی کو پھر بھی ہمت نہ ہوئی کہ میدانِ جنگ میں نکلے۔ امیر کے مقابلے میں آئے، ہاں بزدلوں کی طرح گھات میں رہا۔ پتھروں کی آڑ میں چھپتا پھرا، تاک لگائے بیٹھا رہا کہ کوئی موقع نکل آئے تو اپنا کام کر جاؤں اور وہ موقع اس کی قسمت سے نکل آیا۔

سباع غُبشانی کافروں کی طرف سے بڑھ بڑھ کر ہلّہ بول رہا تھا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی تلوار کی نوک پر دھر لیا۔ وحشی سائے کی طرح پیچھا کر رہا تھا ایک پتھر کے پیچھے جو پاس ہی تھا چھُپ کر یہ مقابلہ دیکھنے لگا...... سباع مشہور جنگجو تھا۔ وادیٔ بطحا کا نامور پہلوان، لیکن حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اس کی کچھ پیش نہ گئی آپ نے کولی بھر کر اسے اٹھایا ؎

گرایا اور لٹایا اور قصہ پاک کر ڈالا

پلٹ رہے تھے کہ خون میں آپ کا پیر رپٹا۔ وہاں چھوٹے گڑھے تھے ان سے بچنے کے لیے آپ ایک طرف ہو گئے۔ دونوں پیروں پر وزن جما نہ رہ سکا۔ جھونک نکل رہا تھا، اپنے آپ کو سنبھالنے کے لیے شاید آپ پتھر کا سہارا لینا چاہتے تھے کہ وحشی نے سوچا یہ تو بڑا اچھا موقع ہاتھ آیا...... تیر کی طرح آڑ سے نکلا اور گولی کی طرح اپنا برچھا پھینکا، [2] نشانہ پکا تھا۔

برچھا جسم کے آر پار ہوگیا۔ امیر نے اسے دیکھا نہ تھا کہ بچنے کی کوشش کرتے لیکن واہ رے ہمت! اس حال میں بھی پلٹ کر حملہ آور کو دیکھا اور اس کا پیچھے کرنے آگے بڑھے۔[3] وحشی انہیں مڑتا دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔

یہ قربِ ظہر تھا وقت آ گیا اب نمازی کا

امیر دو قدم بھی نہ چل پائے تھے کہ لڑکھڑا کر گرے اور خدا کے حضور پہنچ گئے۔

ابوسفیان نے بیوی کو اس حال میں دیکھا کہ بھُتنی بنی ہوئی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بولا...... ''رب کعبہ کی قسم مجھے اس حرکت سے کوئی خوشی نہیں ہوئی سچ جانیے میں نے کسی کو ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا۔''

ابنِ اسحاق کی روایت ہے کہ ابن زُبان نے جو قریش کے حُبشی رسالہ کا سردار تھا دیکھا کہ ابوسفیان نے بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے پاس کھڑے ہو کر اپنا نیزہ آپ کے جبڑے میں چبھویا تھا۔ جس پر ابنِ زُبان کی اُس سے تو تکار ہوئی۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو اس حال میں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا صدمہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی کہ...... ''خداوند! پھر کسی ایسی مصیبت سے ہمیں پالا نہ پڑے۔''

اپنے چچا اپنے دودھ شریک بھائی اپنے دوست اور اپنے مددگار کے کاٹے پھاڑے ہوئے جسم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے جاتے اور افسوس کرتے جاتے۔ ضبط نہ کر سکے تو جو کچھ فرمایا اس کا مطلب تھا کہ [4] ''اگر خدا نے ہمیں موقع دیا تو ہم بھی ان کی نعشوں کے ساتھ یہی سلوک کریں گے بلکہ اچھی طرح بدلہ اتاریں گے۔''

اپنے پیارے کے اس غم وغصہ پر باری تعالیٰ نے دلاسہ دیا[5]...... وحی آئی کہ...... اگر تم کسی کو تکلیف دو تو تمہاری تکلیف بھی ویسی ہی ہو جیسی کہ تمہیں پہنچی ہے اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لیے یہ بہتر ہے، صبر کرو اور تمہارا صبر بھی توفیقِ خداوندی کے بغیر نہیں۔ پھر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص طور پر مخاطب ہو کر فرمایا گیا...... ان (کافروں) کی حرکتوں سے آپ غمگین ہوں نہ ان کی چالوں سے آپ اپنا دل چھوٹا کریں۔

اس حکم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا...... دشمنوں کی نعشوں کا مُثلہ نہ کریں۔ یہی ہمیشہ کے لیے میدانِ جنگ میں مسلمانوں کا کردار ٹھہرا۔

فتحِ مکّہ کے بعد ہند مسلمان ہوگئی اور مکّے میں اسلام پھیلا تو وحشی طائف چلا گیا۔ طائف والوں نے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ قاصد بھیجے تو کچھ لوگوں نے وحشی سے کہا...... تو بھی ان میں مل کر چلا جا، اللہ کے رسول قاصدوں کو کچھ نہیں کہتے۔

وحشی خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا۔ بخاری میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا تو اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ...... وحشی تو ہی ہے؟ اُس نے عرض کیا...... جی ہاں! ارشاد ہوا...... حمزہ رضی اللہ عنہ کو تو نے ہی شہید کیا تھا! وحشی نے جواب دیا...... جی ہاں! جو کچھ آپ سے لوگوں نے بیان کیا ہے وہی بات ہے۔ یعنی یہ کہ میں نے خود سے تو یہ

کام نہیں کیا میرے آقا کا حکم تھا اس لیے مجبوری تھی۔ ارشاد ہوا...... کیا تو مجھ سے اپنا منہ چُھپا سکتا ہے! وحشی کا اپنا بیان ہے...... میں وہاں سے اُٹھ کر باہر چلا گیا۔ کیسے گنہگار کو کیا سزا دی گئی تھی! کیا شانِ کرم تھی سبحان اللہ!

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتدوں سے لڑائیاں ہو رہی تھیں وحشی بھی اسلامی لشکر میں شریک ہوگیا۔ وہ مُسیلمہ کو مار کر جو نبوت کا دعوے دار بنا بیٹھا تھا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے گناہ کا کفّارہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے مسیلمہ کو بھی لڑائی میں اسی طرح بھالا پھینک کر مارا۔ حبشی تو سانگ پھینکنے میں کمال رکھتے تھے۔ ایک روایت یہ ہے کہ وحشی نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

اُحد کے میدان میں مسلمانوں کا جانی نقصان زیادہ ہوا تھا۔ کل ستر مجاہد شہید ہوئے۔ بعض نے تعداد پینسٹھ بتلائی ہے، اس میں ساٹھ سے زیادہ حضراتِ انصار تھے۔ مشرکین کے تیئیس آدمی مارے گئے۔ [6] میدانِ جنگ میں حالات اس قدر تیزی سے بدلتے رہے تھے کہ شام ہونے سے پہلے پہلے ابوسفیان اپنی فوج لے کر نکل گیا۔ اور رَوحا کے مقام پر جا ٹھہرا۔ اُحد سے کوئی دس میل اُدھر ایک جگہ!

مسلمان میدانِ جنگ میں موجود رہے...... شہداء کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی انہیں دفن کیا گیا، پھر مدینہ واپسی ہوئی۔ [7] حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع مل چکی تھی کہ مشرکین ابھی لوٹے نہیں اس لیے دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کوچ کا حکم دیا۔ جنگ کسی فیصلہ کن مرحلہ میں داخل نہ ہوئی تھی کیونکہ پہلے معرکے میں مسلمان حاوی رہے تھے اور دوسرے میں کافر! پھر بھی ابوسفیان کو حوصلہ نہ ہوا تھا کہ میدانِ جنگ میں ڈٹا رہتا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ جنگ کی بازی کچھ قریش کی ہمت اور شجاعت سے نہیں پلٹی بلکہ اس میں مسلمانوں کے محفوظ دستے کا قصور تھا۔ اس لیے وہ میدانِ جنگ سے دور چلا گیا۔ یہ اس کے حوصلوں کی پستی اِس مہم کو ایک اور مرحلے میں لے آئی۔ دنیا کے جلیل القدر سپہ سالار کی حیثیت سے رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری پیش قدمی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے کوئی آٹھ میل دور عقیق کے راستے پر ذی الحُلیفہ سے قریب حَمراء الاسد تک تشریف لے گئے اور حکم دیا کہ...... یہیں پڑاؤ ڈال دو۔ اگر مسلمان مدینے سے نہ نکلتے تو ممکن تھا قریش مدینے پر حملہ کر بیٹھتے۔ وہ صاف سمجھ لیتے کہ جنگ کے دوسرے مرحلے نے مسلمانوں کا حوصلہ گرا دیا لیکن اب جو ابو سفیان نے مُعبَد خزاعی سے گفتگو کی جو رَوحا آیا تھا تو اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہوگئے۔ مُعبَد نے اُسے بتایا کہ...... راستے میں لشکرِ اسلام کو میں نے دیکھا ہے سچ کہتا ہوں کہ ان لوگوں کا حال کچھ ایسا ہے کہ اب تمہاری خیر نہیں۔ تین دن حمراء الاسد میں مسلمان ٹھہرے رہے، ارشاد تھا کہ...... راتوں کو خوب الاؤ روشن کرو۔ تاکہ دشمن سمجھ لے مسلمان تعداد میں کافی ہیں اور مقابلے کے لیے خوب تیار ہیں۔ ابوسفیان کو حوصلہ نہ ہوا کہ ٹکر لے سکے اسے اپنی بہتری نظر آئی کہ مکہ لوٹ جائے۔

احد کا معرکہ جیسا کچھ بھی رہا ہو لیکن ایک بات تاریخ میں یادگار رہ گئی۔ بنی دینار [8] کی ایک خدا رسیدہ خاتون نے سُنا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے تو سخت بے چین ہوگئیں۔ ذاتِ اقدس سے عقیدت دیکھیے کہ...... ایک صحابی نے بتایا...... تمہارے بھائی شہید ہوگئے! انہوں نے اُف تک نہ کی۔ دوسرے نے آکر کہا...... تمہارے باپ خدا کو

پیارے ہوئے! انہوں نے کچھ نہ کہا۔ تیسرے نے بڑھ کر بتلایا......تمہارے شوہر جنت سدھارے! پھر بھی ایک آہ زیرِ لب کا سہارا لیے بڑھتی رہیں۔ آفریں کہ کسی سے کچھ نہ کہا۔ کسی بات پر اعتنا نہ کی ؎

ہر غم اُس راہ کا گوارا تھا!

کچھ جو پوچھا تو صرف یہی کہ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ خدا کے لیے بس اتنا بتا دو۔

بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں تو خدا کا شکر ادا کیا اور جب خود قریب پہنچیں۔ ایک نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا تو بے اختیار بولیں کہ [9]......آپ کے ہوتے ہوئے سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔

پھر اس کے بعد آنکھیں نم نہ رہیں کوئی غم، غم نہ رہا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ [10]

حواشی

[1] مکّے سے اُحد کے میدان کو آتے ہوئے جہاں جہاں ہند کو وحشی ملتا وہ اُسے انتقام پر اُبھارتی آرہی تھی۔ جاحظ (باب مفاخرہ۔ المحاسن والاضداد) روضۃ الاباب میں ہے ایک جوڑا کپڑا، اپنا زیور اور دس اشرفی انعام دینے کا اس نے وعدہ کیا تھا، ص: ۲۰۰)

[2] ابن سعد حصہ پنجم اور واقدی　　[3] بخاری، جلد دوم

[4] ابن ہشام، ابن سعد، طبری، ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے قریش پر فتح دے گا تو موقع آئے گا کہ میں بھی اُن سے آج کا بدلہ لوں اور ان کے تیس آدمیوں کو مثلہ کروں (ابن خلدون) ابن سعد نے تذکرہ حمزہ میں لکھا ہے کہ ستر آدمیوں کو مثلہ کرنے کا خیال تھا۔

[5] سورت نحل آیات ۱۲۶۔۱۲۷، ابن سعد لکھتے ہیں ان آیات کے نزول کے بعد پیغمبر خدا نے اپنی قسم کا کفارہ دیا۔

[6] مسعودی، ابن ہشام نے مشرکین کی تعداد بائیس لکھی ہے، ان میں دو کے بارے میں تشریح ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں مارے گئے۔ ابنِ بطوطہ اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ اُحد کے نزدیک شہدائے کرام کے مزارات ہیں بیچ میں حضرت حمزہ کا مزار ہے۔ محمد بن جبیر اندلسی نے اپنے سفرنامے میں لکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے سامنے گنجِ شہیداں ہے۔

[7] ارشادِ نبوی ہے کہ چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں۔ چار نہریں جنت کی نہروں میں سے ہیں اور چار لڑائیاں جنت کی لڑائیوں میں سے ہیں صحابہ کو تفصیلات کی فکر ہوئی تو کچھ یوں ارشاد ہوا کہ چار پہاڑ ہیں۔ (۱) احد (۲) ورقان (۳) طُور (۴) لبنان۔ نہروں کے بارے میں فرمایا: (۱) نیل (۲) فُرات (۳) سیحون (۴) جیحون۔ لڑائیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا (۱) بدر (۲) اُحد (۳) خندق (۴) حنین (روایت عمرو بن بن عوف، طبرانی) ابن شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن اس حدیث میں لڑائیوں کا ذکر نہیں ہے۔

[8] زرقانی کا خیال ہے، بیٹا، بھائی اور شوہر شہید ہوئے۔ خاتونِ محترم کا نام ہند ہے۔ انصاریہ تھیں، شوہر کا نام عمرو بن الجموع تھا۔ (شرح مواہب، جلد: ۲، ص: ۲۹۰) حضرت حمنہ بنتِ جحش (ج ح ش) پر بھی بڑا سانحہ گزرا تھا، ان کے شوہر، بھائی اور ماموں شہید ہوئے تھے۔

[9] ابن اسحاق کی روایت ہے (سیرت ابنِ ہشام)　　[10] سورۂ بقرہ، آیت: ۱۶۵، اہلِ ایماں کے دل میں تو سب سے بڑھ کر خدا کی محبت ہوتی ہے۔

بشر حسین ناظم

ببارگاہِ سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

رسول اعظم کے عمِّ اکرم شہِ شہیداں امیر حمزہ
شہِ تہوّر ، مہِ شہامت امیرِ میراں امیر حمزہ

تو جاں نثارِ نگارِ بطحا، فدائے حق گل عذارِ بطحا
تو نورِ چشم و چراغِ ہاشم، وفا کے ارماں امیر حمزہ

تو گلشنِ اِرتضا کی خوشبو، تو گلستانِ رَجا کی خوشبو
تو باغِ ارضِ صفا کی خوشبو نشانِ ایماں امیر حمزہ

فلک سلامی مَلَک سلامی سماک قرباں، سمک سلامی
ہے تیرے مضجع پہ نور افشاں، صفا کی افشاں امیر حمزہ

شہِ شہیداں لقب ہے تیرا، جو تجھ کو پیارے نبی نے بخشا
نبی کی الفت تھی تیری مایا، وقار عرفاں امیر حمزہ

سحابِ رحمت وجود تیرا، مثالِ امطار جود تیرا
ملائکہ میں ہیں تیرے چرچے ، خیاں بداماں امیر حمزہ

اُحد کے میدان کے بہادر، ہیں تجھ پہ واری جہان کے حُر
سکھائے تو نے ثبات کے گُر ، حبیبِ رحماں امیر حمزہ

ضریح تیری مثیل جنت ، ہے تیرا اُسوہ دلوں کی قوت
ہے تجھ پر قربان عود رحمت عبیرِ ایقاں امیر حمزہ

اے محسنِ دینِ حق تعالیٰ درود تجھ پر سلام تجھ پر
نگاہ رافت بسوئے ناظمؔ، کرم کی برہاں امیر حمزہ

☆......☆......☆

حبیب الرحمٰن بٹالوی

سیکولر فقیر

ٹی وی کی سکرین ہے
''ممتاز عالمِ دین'' ہے
اور پہلو میں بیٹھی ہوئی
عاصمہ نورین ہے
کوئی ''قطب'' ہے، ''ابدال'' ہے
کوئی صاحبِ لیاقت ہے
کوئی مفتی ہے، کوئی فاضل ہے
کوئی نام نہاد عامل ہے
اہلِ نظر کے ہاں یہ لوگ
ذرّۂ حقیر ہیں
معرفت کی وادیوں کے
سیکولر فقیر ہیں
یہ مسجد ضرّار کے
متولّی ضریر ہیں
ظلم گراں، رواں دواں
ہیں کوٹھیاں یہاں وہاں
یہ قیمتی لباس اور
گاڑیاں، انگوٹھیاں
میرے ادھر بھی آدمی ہیں
جن کو دن میں ایک بار
روٹی بھی ملتی نہیں

اور لوگ کچھ ایسے بھی ہیں
جو اربوں کے اُدھار میں
ملک کی لوٹ مار میں
مالِ حرام کھانے میں
اور باہر آنے جانے میں
بڑے ہی بے نظیر ہیں
یہ صاحبِ جاگیر ہیں
کوئی رانجھے ہیں کوئی ہیر ہیں
کوئی نقلی پیرزادی ہے
کوئی نیلی ہے کوئی پیلی ہے
فردوسِ زماں بھی ہے
کوئی عادت کی شرمیلی ہے
کچھ لوگ مال زادے ہیں
حقیر پُر تقصیر ہیں
اور کچھ میاں نصیر ہیں
امیر ہیں، شریر ہیں
بڑے ہی بے ضمیر ہیں
یہ پیسے کے اسیر ہیں
اور رات کی تاریکیوں کا حاصلِ حقیر ہیں

محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ

امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف

معروف سبائی وتبرّائی ڈاکٹر رضوان ندوی کی ہفوات کا جواب

روزنامہ امت، کراچی کے 7 اور 8 جولائی، 2013ء کے ادارتی صفحہ پر کسی ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی نے اپنے مضمون ''حضرت معاویہؓ اور قدیم مؤرخین ومحدثین'' میں انتہائی غیر مستند ومن گھڑت روایات کی کھوکھلی بیساکھیوں کا سہارا لیتے اور اپنی ذہنی وقلبی اور نظریاتی وفکری کثافتوں کو طشت از بام کرتے ہوئے سادہ لوح مسلمان عوام کو حقائق سے مزید بے خبر رکھنے کی مذموم کوشش میں امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایسے ہی اعتراضات کیے ہیں جیسا کہ کوئی ''سبائی/مجلسی ذاکر'' اپنے بغض صحابہ سے لبریز ذہن ونظریہ کا اظہار کرتا ہے۔ یہ مضمون، صاحب مضمون نے اسی اخبار میں 3-2 جون، 2013ء کو شائع ہونے والے ''سیدنا امیر معاویہؓ '' نامی مضمون کے جواب میں بحالت طیش لکھا ہے اسی لیے اپنے مضمون کی شروعات ہی ڈاکٹر موصوف نے ''سیدنا امیر معاویہؓ '' نامی مضمون کے مصنف کی ذات پر اعتراضات کے ساتھ کی ہیں۔ جب کہ ادارہ امت نے بھی ڈاکٹر موصوف کے اس مضمون کے ساتھ اپنا نوٹ بھی شائع کر دیا جس میں ڈاکٹر موصوف کو عربی زبان اور دیگر علوم میں اتھارٹی کا درجہ دیا، تاریخ کا استاد ظاہر کیا اور یہ تاثر دیا کہ پاکستان میں شاید ہی ڈاکٹر موصوف سے زیادہ مستند کوئی عالم ہو۔ ادارہ امت نے رضوان ندوی کے مضمون کے ساتھ دیے گئے اپنے نوٹ میں یہ بھی لکھا کہ یہ کوئی عقائد وفقہ کا مسئلہ نہیں۔ تیرہویں چودھویں صدی کے ایک نام نہاد عالم کے افکار ونظریات پر بحث کرنا عقائد وفقہ کا مسئلہ ہرگز نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور معیارِ ایمان حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک کی ذات پر بھی اپنی ذہنی وقلبی اور نظریاتی وفکری پراگندگی کا اظہار کرنا عقائد کا مسئلہ ہے۔

شرعی احکام واصول اور قواعد وضوابط کے بنیادی طور پر دو بڑے ماخذ قرآن وسنت ہیں۔ جب کہ تاریخ کی کوئی بھی روایت نہ تو قرآن وسنت کی تصریحات وتشریحات کا مقابلہ کر سکتی ہے اور نہ ہی قرآن وسنت کے مسلمات کے خلاف بطور دلیل پیش کی جا سکتی ہے۔ تاریخی روایت بلکہ حدیث کی روایت بھی اگر قرآن وسنت کے خلاف ہو تو وہ بھی قابل قبول نہیں، چاہے کسی نے بھی روایت کی ہو۔ ڈاکٹر موصوف کے مبلغ علم کا اندازہ ان کے مضمون کے عنوان ''حضرت معاویہؓ اور قدیم مؤرخین ومحدثین'' سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔ جس میں وہ حدیث پر تاریخ کو ترجیح دیتے ہوئے پہلے ''مؤرخین'' اور پھر ''محدثین'' کا لفظ تحریر کرتے ہیں۔ خیر ہم ڈاکٹر موصوف کی طرح ذاتیات پر جرح نہیں کریں گے بلکہ امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات والا

صفات پر تاریخ کی تاریک و سیاہ اور غلاظت و کثافت سے لبریز ٹوکریوں سے گند اٹھا اٹھا کر جو اعتراضات انہوں نے کیے ہیں صرف انہی پر بحث کریں گے تا کہ اظہار حقیقت اور احقاق حق کے ساتھ ساتھ ابطال باطل بھی ہو سکے۔

لہٰذا پہلے عظمت صحابہ پر مختصراً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر خیر فرمایا ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان فرق مراتب کو بھی بیان کیا مگر ساتھ ہی فرما دیا **وکلا وعدالله الحسنیٰ** (سورۂ حدید 10) یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں درجہ کے لحاظ سے عظمت وشان کے مراتب میں فرق تو ہے مگر اس فرق مراتب کے باوجود اللہ نے سب سے حسنٰی (جنت) کا وعدہ کیا ہے۔ پھر سورۂ انبیاء کی آیت 101 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **ان الذین سبقت لهم منا الحسنی اولئک عنها مبعدون** یعنی بے شک وہ لوگ جن کے لیے ہماری طرف سے حسنٰی (جنت) آچکی ہے وہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے۔ غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے جنت کا وعدہ فرما چکے ہیں اور اعلان بھی فرما دیا کہ یہ جہنم کے قریب بھی نہ لے جائے جائیں گے۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے **رضی الله عنهم و رضوا عنه** (سورۂ بیّنہ) کا ابدی وامتیازی اور لازوال سرٹیفکیٹ بھی جاری فرما دیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ اپنی رضا کا اعلان فرما رہے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی اعلان فرمایا کہ صحابہ بھی اپنے رب سے راضی ہیں۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت 137 میں **فان امنوا بمثل ماامنتم به فقد اهتدوا و ان تولوا فانما هم فی شقاق** (اگر وہ ایمان اس طرح لائیں جس طرح تم (صحابہؓ) لائے ہو تو بے شک وہ ہدایت یافتہ ہوئے اور اگر وہ منہ موڑیں تو وہ اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں) فرما کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معیار ایمان بھی قرار دے دیا۔

امت مسلمہ کا متفقہ و اجماعی مسئلہ ہے کہ تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عادل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین و ماہرین فن رجال کے ہاں یہ مسلّمہ ضابطہ و قاعدہ ہے کہ کسی بھی روایت حدیث راویوں کے حالات زندگی و عادات واطوار پر تو بحث و تمحیص اور جرح و تنقید تو کی جائے گی مگر جب راوی شرف صحابیت سے سرفراز ہوا تو پھر یہ ضابطہ قابل اتباع نہ رہے گا۔ یعنی معیت و تربیت اور نسبت و قربت محمد مصطفیٰ ﷺ کا احترام کرنا ہر مسلمان کے لیے از حد ضروری بلکہ ایمان و اسلام کی سلامتی کے لیے لازم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سمیت دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی تھے اور اسی زمانہ میں ابوجہل، عتبہ، عتیبہ، شیبہ وغیرہ دشمنان اسلام بھی تھے، مگر آج ہر مسلمان اسماء صحابہ پر ''رضی اللہ عنہ'' کے قرآنی الفاظ ضرور بولتا ہے جب کہ ابوجہل وغیرہ کے لیے ایسے کوئی الفاظ استعمال نہیں کیے جاتے۔ وجہ یہی ہے کہ اول الذکر طبقہ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا سب کچھ دعوت پیغمبر ﷺ پر

نچھاور فرما دیا اور آقا ﷺ کی ہر پکار پر لبیک کہا جبکہ مؤخر الذکر طبقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ مخاصمت و مخالفت کا معاندانہ انداز اختیار فرمایا۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت وعظمت اور احترام وتکریم محض شان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہے اور اسی طرح ابوجہل وغیرہ سے نفرت کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل وغیرہ کا ایذا وضرر پہنچانا اور آپ ﷺ سے دشمنی روا رکھنا ہے۔ اسی لیے ترمذی جلد 2، ص 255 اور مشکوۃ ص 554 پر موجود حدیث مبارکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقام ومرتبہ بیان کرتے ہوئے نطق رسالت سے یہ الفاظ ارشاد فرماتے ہیں **فمن احبھم فبحبی احبھم و من ابغضھم فببغضی ابغضھم** کہ جس نے صحابہ سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان (صحابہ) سے محبت کی اور جس نے صحابہ سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کی وجہ سے صحابہ سے بغض رکھا۔ غور فرمایئے کہ نبی علیہ السلام کے ان مبارک الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے کی اصل وجہ نبی علیہ السلام سے محبت کرنا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے کی اصل وجہ نبی علیہ السلام سے بغض رکھنا ہے۔

امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ بھی قرآنی صفات سے متصف اور جنت کی بشارتوں کی حامل جماعت ''صحابہ کرام'' کے ایک فرد ہیں۔ نطق رسالت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے جو فضائل ومناقب ومحامد بیان ہوئے، ان سب کا مصداق دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ساتھ امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے 6 ہجری میں اسلام قبول فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کاتبان وحی کی مبارک جماعت میں بھی ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ کاتبان وحی کی عظمت ورفعت اور مدح ومنقبت کے لیے قرآن کی سورۂ عبس کی یہی آیات کافی ہیں **فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ** یعنی ''لکھا ہے عزت کے ورقوں میں، اونچے رکھے ہوئے (رفعت وعظمت والے)، نہایت ستھرے، ہاتھوں میں لکھنے والوں کے جو بڑے درجہ کے نیک کار ہیں''۔ امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی زوجہ محترمہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی یعنی نبی علیہ السلام کے برادر نسبتی ہیں۔ امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سفر وحضر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ مسند احمد میں ہے کہ ایک دفعہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوگئے تو نبی علیہ السلام کے وضو کے پانی کا برتن جسے ''اداوۃ'' کہتے ہیں، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہی تھا اور اسی سے وہ نبی علیہ السلام کو وضو کروا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے دوران وضو ایک دو دفعہ سر مبارک اٹھا کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ انور کی طرف دیکھا اور فرمایا اے معاویہ! اگر آپ کو امارت وخلافت ملے تو تقویٰ اختیار کرنا اور انصاف کرنا۔ امام النوویؒ تہذیب الاسماء والغات میں رقم طراز ہیں کہ سیدنا معاویہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی 163 احادیث مروی ہیں۔ تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ راقم نے ''مقام امیر معاویہؓ ومرویات امیر معاویہؓ'' کے عنوان سے تالیف کردہ اپنی ایک کتاب میں سیدنا معاویہؓ کی رسول اللہ ﷺ سے براہ راست روایت کردہ

تمام(163)احادیث یکجا کی ہیں۔ جب کہ اس سے قبل کسی کتاب میں تمام مرویات معاویہؓ یکجا نہیں ہیں۔

اب آیئے ان اعتراضات کے جوابات کی طرف جو کہ مضمون نگار نے امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ پر کیے۔

اعتراضات1,2,3:

امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ طلقاء و مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔

مضمون نگار ڈاکٹر نے زیر بحث مضمون میں لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا، آپؓ طلقاء و مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔ اور ساتھ وضاحت کر دی کہ طلقاء وہ آزاد کردہ اہل مکہ تھے جنھیں عرب جنگی قوانین کے مطابق قیدی اور غلام بنایا جا سکتا تھا اور وہ سب اس پر خوفزدہ تھے کہ نبی علیہ السلام نے انہیں **اذھبوا فانتم الطلقاء** کی نوید سنا کر آزاد کر دیا کہ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اور مؤلفۃ القلوب وہ نو مسلم تھے جن کو اسلام پر قائم رکھنے کے لیے ان کی مالی مدد کی جاتی تھی۔ یعنی مضمون نگار ڈاکٹر کا خیال ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسلام پختہ نہ تھا اور ان کا قائم بہ اسلام رہنا مشکوک تھا اس لیے ان کی تالیف قلب کے لیے مالی امداد کی جاتی تھی۔ ان تینوں اعتراضات کے جواب میں سب سے پہلے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے وقت کا تعین کرتے ہیں جس کے ساتھ ہی معلوم ہو جائے گا کہ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام نہیں لائے تو لامحالہ نہ وہ طلقاء میں سے ہیں اور نہ ہی مؤلفۃ القلوب میں سے۔ بخاری شریف کتاب الحج کے **باب الحلق و التقصیر عند الاحلال** میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مشقص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تراشے تھے۔ اگر اس کے ساتھ مسند احمد کی وہ روایت بھی ملا لیں جس میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مروہ کے پاس نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے بال چھوٹے کیے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی عمرہ کا واقعہ ہے کیوں کہ یہ متفقہ بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک حج اور وہ بھی فتح مکہ کے بعد ادا کیا تھا اور اس میں بال چھوٹے (قصر) نہیں کروائے بلکہ حلق کروایا یعنی سر منڈوایا۔ اس لیے کہ حج میں منیٰ کے مقام پر حلق کروایا جاتا ہے نہ کہ مروہ کے مقام پر اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ نبی علیہ السلام نے حج کے موقع پر حلق کروایا تھا اور یہ جو بال کٹوائے تھے یہ کسی عمرہ کا واقعہ ہے۔ اور ہجرت مدینہ کے بعد نبی علیہ السلام 6 ہجری کو عمرہ کے ارادہ سے مکہ کے لیے عازم عمرہ ہوئے مگر عمرہ ادا نہ کرنے دیا گیا اور پھر 7 ہجری میں عمرۃ القضاء کے موقع پر صلح حدیبیہ کی شرائط کے مطابق عمرہ ادا کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دوسرا عمرہ غزوۂ حنین سے واپسی پر راتوں رات چند صحابہ کرامؓ کی معیت میں ادا فرمایا تھا اور اس عمرہ میں سیدنا معاویہؓ کی عدم شرکت یقینی ہے۔ اب

صرف 7 ہجری کا ہی عمرہ رہ جاتا ہے جس میں سیدنا معاویہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تراشے۔ یعنی ثابت ہوا کہ سیدنا معاویہؓ فتح مکہ سے قبل دولت اسلام سے بہرہ ور ہو چکے تھے اسی لیے فتح مکہ سے پہلے نبی کریم علیہ السلام کے بال مبارک کاٹے۔ ازالۃ الخفاء ج 1، ص 472 پر ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما قریشی اموی صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے۔ یعنی پتہ چلا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ 7 ہجری عمرۃ القضاء سے قبل حدیبیہ کے سال یعنی 6 ہجری میں ہی مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ پر اپنے قبول اسلام کا اظہار فرمایا تھا۔ اسی سے ان خیالات فاسدہ کی تردید ہوگئی کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ طلقاء ومؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔ موصوف ڈاکٹر مضمون نگار لکھتے ہیں کہ ''سیرت نبوی کی تمام مفصل کتابوں میں مذکور ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ، ان کے بھائی یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور والدؓ طلقاء اور مؤلفۃ القلوب میں سے تھے، غزوۂ حنین کے مال غنیمت میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ہر ایک کو سو سو اونٹ اور چالیس چالیس چھٹانک چاندی (درہم) دی تھی، دیگر مؤلفۃ القلوب سرداروں کی طرح تا کہ وہ اسلام پر قائم رہیں'' دراصل ڈاکٹر صاحب تاریخ کے رسیا ہیں اور انہوں نے تاریخ پر ریسرچ میں ایک عمر گزار دی ہے مگر انہیں تا حال اتنا بھی ادراک نہ ہو سکا ہے کہ تاریخی روایت کی بنیاد پر قرآن وحدیث کی تردید نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی تاریخ کی کوئی شرعی وفقہی حیثیت ہے اور نہ ہی کسی عقیدہ ونظریہ کی بنیاد تاریخ پر رکھی جاسکتی ہے۔ مگر جانے کیوں ڈاکٹر صاحب بنوامیہ بالخصوص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد و بھائی کے پیچھے ہاتھ دھو کر تاریخ اٹھا کر پڑ گئے ہیں۔ سیرت نبوی کی تمام مفصل کتب بھی تاریخ کی ہی کتابیں ہیں۔ اس لیے ہم تاریخ کے مقابلہ پر حدیث کو ترجیح دیتے ہوئے جب مسلم شریف میں غزوۂ حنین کے غنائم کی تقسیم کا تذکرہ پڑھتے ہیں تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو تو سو اونٹ دیے گئے مگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا کوئی اشارہ کنایہ بھی نہیں پایا جاتا کہ جس کی بنیاد پر ڈاکٹر صاحب کی تاریخی بات کی تصدیق ہوتی ہو۔ اور نہ صرف مسلم شریف میں بلکہ کسی اور حدیث میں غنائم حنین میں سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو حصہ دینے کی کوئی روایت نہیں پائی جاتی۔ ڈاکٹر صاحب کی بیان کی گئی اس تاریخی تراشیدہ کہانی کی تکذیب مسلم شریف سمیت کئی اور کتب حدیث میں مذکور اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہما نبی علیہ السلام سے عرض کرتی ہیں کہ مجھے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور ابو جہم رضی اللہ عنہ نے پیغام نکاح بھیجا ہے۔ جواباً نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ابو جہمؓ تو اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں ہٹاتے یعنی سخت ہیں اور معاویہؓ مفلس ہیں، تم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نکاح کرلو (صحیح مسلم کتاب الطلاق باب المطلقہ ثلاثا لا نفقۃ لہا)۔ غور فرمایئے کہ اگر غنائم حنین میں سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مال دیا گیا تھا تو فاطمہؓ کے نکاح کے مشورہ میں جواباً نبی علیہ السلام نے سیدنا معاویہؓ کی مفلسی کا تذکرہ کیوں فرمایا؟ وہ حنین کا مال کہاں گیا تھا؟ جب سیدنا معاویہؓ

نے اگر فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا ہوتا تو وہ چونکہ ایک رئیس کے صاحبزادے تھے تو وہ اپنا مال و متاع لے کر مدینہ آباد ہو سکتے تھے۔ ایسی صورت میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو واقعی امیر ہونا چاہیے تھا۔ مگر یہاں صورت حال برعکس ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل مشرف بہ اسلام ہو کر اپنا سب کچھ مکہ میں ہی چھوڑ کر مدینہ تشریف لے آئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مفلس تھے کیوں کہ غنائم حنین میں سے مہاجرین و انصار کو کوئی مال نہیں دیا گیا تھا۔ یعنی ثابت ہوا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ایک تو فتح مکہ سے قبل کے مسلمان تھے دوسرے یہ کہ مؤلفۃ القلوب میں بھی آپؓ شامل نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے احکام القرآن کی پہلی جلد میں مؤلفۃ القلوب کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ **امامعاویة فبعید ان یکون منھم فکیف یکون منھم؟** یعنی کہ یہ بات بعید ہے کہ سیدنا معاویہؓ مؤلفۃ القلوب میں سے ہوں۔ ایک شخص 6 ہجری میں مشرف بہ اسلام ہوا اس نے نبی علیہ السلام کے بال مبارک بھی تراشے اور پھر فتح مکہ 8 ہجری کے بعد اس مخلص و معتمد صحابیؓ کو اسلام پر قائم رکھنے کے لیے تالیف قلب کی کیا ضرورت آن پڑی؟؟

اعتراض 4: حضرت معاویہؓ کاتب وحی نہیں تھے

ماننے والے کے لیے ایک حوالہ ہی کافی ہے جبکہ معاندانہ اور ہٹ دھرمی پر مبنی متعصّبانہ و متشددانہ مؤقف کے حاملین کے لیے پورے کے پورے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ اس لیے ہم یہاں صرف وہ چند حوالہ جات نقل کریں گے جن سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب وحی ہونا واضح اور اظہر من الشّمس ہوتا ہے۔

1۔ ازالۃ الخفاء ج 1، ص 573

2۔ چند مکاتیب از عبدالقدوس ہاشمی، ص 67

3۔ علوم القرآن از جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی، ص 176

4۔ علوم القرآن از جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی، ص 179

5۔ تاریخ التشریع الاسلامی از علامہ محمد خضری، ص 10

6۔ البدایہ والنہایہ، ج 8، ص 117,119,120

7۔ تطہیر الجنان از ابن حجر مکی، ص 10

8۔ الناہیہ عن طعن امیر المؤمنین معاویہؓ از عبدالعزیز فرہاروی، ص 16

9۔ مدارج النبوۃ از شاہ عبدالحق دہلوی، ج 2، ص 930

10۔ شان صحابہ از سید محمود احمد رضوی بحوالہ احمد رضا خان بریلوی، ص 22

یہ دس حوالہ جات اہل سنت علماء ومحققین حضرات کے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی تھے۔اسی بات کی تائید میں ایک حوالہ اہل تشیع کا بھی ملاحظہ فرمائیں کہ شیعہ کے قدیم ثقہ مؤرخ یعقوبی اپنی کتاب تاریخ یعقوبی کی دوسری جلد کے صفحہ 80 پر لکھتے ہیں کہ **وکان کتابہ الذین یکتبون الوحی والکتب والعھود علی بن ابی طالب و عثمان بن عفان و خالد بن سعید بن العاص بن امیہ و معاویہ بن ابی سفیان و شرحبیل بن حسنہ، الخ** یعنی نبی ﷺ کے لیے وحی ومراسلت وعہودومواثیق وغیرہ تحریر کرنے والے حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت خالد بن سعید بن عاص بن امیہ، حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم وغیرہ تھے۔مضمون نگار یہ بھی لکھتے ہیں کہ سیدنا معاویہؓ اعلان نبوت کے 20,21 سال بعد ایمان لائے اس عرصہ میں کافی سارا قرآن لکھا جا چکا تھا۔کیا مضمون نگار کوئی ثبوت دے سکتے ہیں کہ سیدنا معاویہؓ کے ایمان لانے کے بعد وحی منقطع رہی اور سیدنا معاویہؓ نے کوئی وحی نہ لکھی؟؟

اعتراض 5:　　نبی علیہ السلام سے معاویہؓ کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث مروی نہیں ہے

مضمون نگار نے اپنے اس دعویٰ کی دلیل میں اسحاق بن راہویہ کا قول نقل کیا ہے۔جب حقیقت یہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں نبی علیہ السلام سے کئی احادیث مروی ہیں جو کہ منکر، موضوع، ضعیف وغیرہ نہیں ہیں۔سب سے بڑی اور نا قابل تردید حقیقت تو یہی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں اسی پر ساری بات ختم ہو جاتی ہے۔مگر مضمون نگار کے دعویٰ سے کئی سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات کے متعلق منفی پروپیگنڈہ کا اثر جڑ پکڑ سکتا ہے اس لیے ہم چند احادیث بیان کر کے ان کا درجہ بھی نقل کر دیتے ہیں۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

اللھم علمہ الکتاب و الحساب وقہ العذاب (البدایہ والنہایہ، ج8، ص121) یعنی اے اللہ! معاویہ کو کتاب یعنی قرآن اور حساب (یعنی محتسب/حکمران بنا) کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا۔اس حدیث مبارکہ کی اسناد حسن ہیں۔تاریخ الاسلام ج 2، ص309 پر امام ذہبیؒ نے اس روایت کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب (مسند احمد، ج4، ص157) یعنی اس حدیث کا اور مندرجہ بالا حدیث کا مفہوم ایک ہی ہے۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی عمیرۃ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سیدنا معاویہؓ

کے لیے فرمایا:

اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا و اھدبہ (ترمذی ص 574) یعنی اے اللہ! معاویہؓ کو ہادی بنا، ہدایت یافتہ بنا اور دوسرے لوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت بنا۔

سیدنا عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے معاویہؓ کے بارے فرمایا

اللھم اھدہ (البدایہ والنہایہ، ج 8، ص 122) یعنی اے اللہ! معاویہؓ کو ہدایت عطا فرما۔

ان چاروں احادیث کو نقل کرنے کے بعد ابن کثیرؒ البدایہ والنہایہ کی آٹھویں جلد کے صفحہ 132 پر رقم طراز ہیں کہ ہم نے صحیح، حسن اور جید احادیث ہی کے ذکر پر اکتفا کیا ہے اور موضوع اور منکر روایات سے احتراز کیا ہے۔ ہم نے یہ چند احادیث بطور نمونہ ذکر کی ہیں جب کہ درحقیقت ان کے علاوہ بھی کئی صحیح، حسن، جید درجہ کی احادیث سیدنا معاویہؓ کے حق میں موجود ہیں۔ جن میں سب سے بڑی روایت وہ ہے جو بخاری سمیت دیگر کئی کتب احادیث میں موجود ہے جس میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو بحری جہاد کرے گا اس پر جنت واجب ہے۔ اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تاریخ اسلام میں پہلا بحری بیڑہ سیدنا معاویہؓ نے تیار فرمایا اور پہلا بحری جہاد انہی کے زیر نگرانی وزیر امارت کیا گیا۔

اعتراض 6: نبی علیہ السلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بددعا دی کہ اللہ کبھی اس کو شکم سیری نہ دے

ڈاکٹر موصوف نے اپنے مضمون میں ایک جگہ مسند احمد کے حوالہ دے کر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مشہور روایت کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ ایک دفعہ نبی علیہ السلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلایا مگر وہ کھانا کھانے کی وجہ سے نہ آئے تو نبی علیہ السلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بددعا دی **لا اشبع اللہ بطنہ** کہ یعنی اللہ کبھی اس کو شکم سیری نہ دے۔ ہم نے مسند احمد میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کردہ ساڑھے تین ہزار سے زائد احادیث دیکھ لیں مگر ہمیں کسی روایت میں ڈاکٹر موصوف کی نبی علیہ السلام سے منسوب کردہ بددعا نہیں ملی۔ ڈاکٹر صاحب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ نبی علیہ السلام پر بھی بددعا کا الزام عائد کر دیا۔ ملا علی قاریؒ الموضوعات الکبیر میں حدیث نمبر 1307 کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ سیدنا معاویہؓ، عمرو بن عاصؓ، بنوامیہ، یزید، مروان بن حکم رضی اللہ عنہما کی برائی میں بنائی گئی تمام احادیث موضوع یعنی جھوٹی ہیں۔

اعتراض 7: حضرت معاویہؓ خلیفہ نہیں ہیں کیوں کہ خلافت 30 سال ہے

مضمون نگار نے لکھا کہ حضرت سفینہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ میرے بعد خلافت 30 سال رہے گی۔۔۔ الخ اس پر اعتماد کرتے ہوئے صاحب مضمون نے سیدنا معاویہؓ کے دور خلافت کو خلافت سے خارج کرنے

پر اپنا زورِ قلم صرف کیا۔ جب کہ محدثین کا عام فہم اصول ہے کہ اگر راوی کا اپنی بیان کردہ روایت پر عمل نہ ہو تو وہ روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ اور ویسے بھی حدیث سفینہ خبر واحد ہے یعنی ہر زمانہ میں اس کے راوی صرف ایک / دو ہی رہے ہیں۔ اگر یہ واقعی حقیقت ہوتی تو نبی ﷺ اتنی اہم بات جس پر عقیدہ کی بنیاد رکھ دی گئی ہے، صرف ایک صحابی سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کے سامنے نہ کرتے بلکہ کئی اصحابؓ کے سامنے اس کا ذکر فرماتے اور اس حدیث کے راوی کثیر ہوتے مگر صورت حال اس کے برعکس ہے لہٰذا اس روایت پر یقین رکھتے ہوئے خلافت کو 30 سال میں مقید کرنا مناسب نہیں اور مضمون نگار کی معلومات میں اضافہ کے لیے عرض ہے کہ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل یہ تھا کہ انہوں نے نہ صرف سیدنا معاویہؓ کی خلافت پر بیعت کی بلکہ یزید بن معاویہؓ کے ہاتھ پر بھی بیعت کی۔

اعتراض 8: بخاری شریف میں سیدنا معاویہؓ کے متعلق باب کا عنوان ''ذکر معاویہؓ'' ہے نہ کہ ''مناقب معاویہؓ''

مضمون نگار نے سادہ لوح مسلمانوں کے قلوب واذہان کو پراگندہ کرنے کی ایک اور ہلکی بات لکھ دی ہے کہ بخاری شریف میں کئی صحابہؓ کے فضائل کو ''مناقب'' کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے مگر حضرت معاویہؓ کے بارے ''ذکر معاویہؓ'' کا عنوان قائم کیا ہے۔ اس سے مضمون نگار نے یہ دلیل پکڑنے کی لا حاصل کوشش کی ہے سیدنا معاویہؓ کے حق میں کوئی فضیلت والی حدیث نہیں ہے۔ جب کہ ''ذکر'' سے یہاں مراد ذکر خیر ہی ہے جو کہ فضیلت ہے۔ اگر لفظ ذکر سے کسی کے فضائل بیان کرنا عدم فضیلت کا جواز وثبوت ہے تو بخاری شریف میں سیدنا عباس بن عبدالمطلبؓ، سیدنا عبداللہ بن عباسؓ، سیدنا حذیفہؓ بن یمان، عبداللہ بن سلامؓ، جبیر بن مطعمؓ کے فضائل کے تذکرہ میں بھی بعینہ سیدنا معاویہؓ کے تذکرہ جیسے الفاظ ''ذکر'' استعمال ہوئے ہیں۔ کیا اس بناء پر یہ کہہ دیا جائے کہ ان صحابہ کرامؓ کے حق میں بھی کوئی حدیث فضیلت ثابت نہیں؟؟؟

اعتراض 9: حضرت معاویہؓ حضرت عمرؓ کے معتمد خاص نہیں تھے

مضمون نگار نے ایک مقام پر لکھا کہ حضرت معاویہؓ حضرت عمرؓ کے معتمد خاص نہیں تھے۔ اور ساتھ ہی ابن کثیر کے حوالہ سے روایت پیش کر دی کہ سیدنا عمرؓ نے ایک دفعہ حضرت معاویہؓ کو درہ سے مارا اور حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ یہ یعنی معاویہؓ عرب کے کسریٰ ہیں۔ ان روایات کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی سعیٔ لا حاصل کی گئی ہے کہ امیر المؤمنین عمرؓ کو سیدنا معاویہؓ پر اعتماد نہ تھا اور آپؓ الزاماً یا بطور طعن سیدنا معاویہؓ کو عرب کا کسریٰ کہا کرتے تھے۔ یہ دونوں تاریخی روایات ہیں اگر ان سے سیدنا معاویہؓ کی عظمت داغ دار ہوتی ہے تو شرعی مسلمہ ضابطہ کے تحت یہ دونوں روایت قابل تسلیم ولائق توجہ نہیں۔ کیوں کہ قرآن وسنت سیدنا معاویہؓ کی عظمت پر دال ہیں۔ مگر اگر غور کیا جائے تو بشرط صحت روایت سیدنا معاویہؓ کو اگر سیدنا عمرؓ نے مارا بھی ہے تو تادیباً مارا۔ اس کا یہ مطلب بیان کرنا کہ آپؓ کو سیدنا معاویہؓ پر اعتماد نہیں تھا

اپنے دل کی طفل تسلی ہے۔سیدنا عمرؓ نے حضرت عیاض بن غنمؓ کو ان کے عہدے سے معزول کر کے بکریاں چروانے پر مامور کردیا۔سیدنا عمرؓ نے سیف من سیوف اللہ کے لقب کے حامل سیدنا خالد بن ولیدؓ کو بھی ان کے عہدے سے معزول کردیا تو کیا اس کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ سیدنا عمرؓ کو ان لوگوں پر اعتماد نہ تھا؟؟ سیدنا عمرؓ تادیباً ایسے امور سرانجام دیا کرتے تھے جو بظاہر ٹھیک نہ محسوس ہوتے تھے مگر درحقیقت شرعاً ایسے تمام امور درست ہوا کرتے تھے۔سیدنا عمرؓ نے کبھی بھی طویل عرصہ کے لیے کسی کو بھی کسی علاقہ کا حاکم/گورنر/عامل نہیں بنایا۔آپؓ کی عادت مبارکہ تھی کہ کچھ کچھ عرصہ بعد ہر علاقہ کے حاکم/عامل کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے مگر سیدنا معاویہؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپؓ کم وبیش 5 سال مسلسل شام کے امیر رہے اور سیدنا عمرؓ نے کبھی بھی سیدنا معاویہؓ کو تبدیل نہیں فرمایا۔کیا عاقل کے لیے یہی کافی نہیں کہ وہ اسی سے سمجھ لے کہ سیدنا معاویہؓ واقعی امیر المؤمنین سیدنا عمرؓ کے معتمد خاص تھے۔اور جہاں تک امیر المؤمنین سیدنا عمرؓ کا سیدنا معاویہؓ کو عرب کا کسریٰ کہنے کا تعلق ہے تو یہ ایک بچکانہ بات ہے کہ اسے طعن سمجھا جائے۔ابن کثیر، ابن اثیر اور حافظ ذہبی وغیرہ نے اپنی تصانیف (البدایہ، الکامل، تاریخ اسلام) میں جہاں سیدنا معاویہؓ کے بارے یہ روایات نقل کی ہیں اگر ان کو سیاق وسباق سے ملا کر اور تعصب سے بالاتر ہو کر پڑھا جائے تو روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ سیدنا عمرؓ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس پر تعجب ہے کہ معاویہؓ جو کہ انتہائی مدبر وعقل مند ہیں وہ تم میں موجود ہیں اور پھر بھی تم قیصر و کسریٰ کی عقل مندی کی باتیں کرتے ہو!

☆......☆......☆

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان

26 ستمبر 2013ء
جمعرات بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

حق وباطل کی معرفت کا معیار

ملفوظ قطب الارشاد: حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

ایک دن آپ کی مجلس میں بدعت وسنّت کے مسائلِ اختلافیہ کی بحث چل نکلی۔ آپ دیر تک سنتے رہے اور آخر میں فرمایا کہ میرے نزدیک دلائلِ علمیہ کے علاوہ حق وباطل کو پہچاننے کا ایک معیار اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ قدرت نے ہر چیز میں اس کے ہم جنس کی طرف کشش کا مادہ رکھا ہے کہ ''کبوتر با کبوتر، باز با باز'' اور قدرت کا یہ عطیہ جس کو فطرت کہنا چاہیے، اجسام ہوں یا اعراض سب ہی میں جاری وساری ہے۔ پس جس فعل سے متعلق یہ شبہ ہو کہ نہ معلوم حق ہے یا باطل، اس میں یہ یکھنا چاہیے کہ اس کی طرف میلان کن قلوب کا ہوا اور کشش کس قسم کے لوگوں کی ہے؟

پس اگر دیکھو کہ بد دین، فُسّاق وفُجّار کو ابتداً اس کی طرف حرکت ہوئی اور وہی قلوب جوش وخروش کے ساتھ اس کی طرف لپکتے ہیں تو سمجھ لو کہ اس فعل میں ضرور ظلمت ہوگی۔ اگر چہ ظاہری صورت نورانی معلوم ہوتی ہو، کیونکہ اس میں اگر نور ہوتا تو ظلماتی قلوب کو جذب نہ کرتا بلکہ وہ اس سے بھاگتے اور اولیاء، صلحاء کے نورانی قلوب اس کی جانب کھنچتے۔

اور اگر کسی فعل کو دیکھو کہ دین دار، اہل اللہ اس کی طرف جاتے اور عوام وبازاری لوگ اس سے بھاگتے ہیں تو سمجھ لو کہ اس فعل میں نورانیت ہے کہ اہلِ نور کے قلوب کو اس کی طرف کشش ہوئی اور ظلماتی قلوب نے اس سے وحشت کھائی۔ پس عوام کا کسی اختلافی مسئلہ میں یہ کہنا کہ ہم تو بے پڑھے ہیں اور دونوں طرف مولوی ہیں۔ پھر ہم کیونکر سمجھیں کہ کون حق پر (ہے) خدا کے نزدیک معتبر اور قابلِ قبول نہ ہوگا۔

بالخصوص جبکہ وہ دونوں طرف علماء ہونے کے قائل ہو کر بھی ایک طرف جھکے ہوئے ہیں، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ایک شق کو ان کے نفوس نے ترجیح دے کر اختیار کیا اور اپنے اوپر سے الزام اتارنے کے لیے مولوی حضرات میں فیصلہ نہ کر سکنے کا عذر تراشا ہے۔ اس طرح پر غور کر لینے پر ہر اَن پڑھ سے اَن پڑھ حق وباطل سمجھ سکتا ہے۔

(ماہنامہ الرّشید، دارالعلوم دیوبند نمبر، ص: ۶۲۵۔۶۲۶)

☆......☆......☆

مولانا محمد عمر رحمہ اللہ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
کی بلوچستان آمد اور علماء سے ایک دلچسپ مکالمہ

(حضرت مولانا محمد عمرؒ (۱۹۰۳ء۔۱۹۹۰ء) بلوچستان کے ضلع مستونگ کے گاؤں پرنگ آباد کے ایک علمی خانوادے کی ممتاز شخصیت تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور دارالعلوم دیوبند سے سندِ فراغت پائی۔ آپ بلوچستان کے معروف سیاسی و دینی رہنما تھے۔ مولانا محمد عمر پرنگ آبادیؒ نے بلوچی زبان میں اپنی کتاب '''علمنا بال'' میں حضرت امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بلوچستان میں ایک تقریر اور علماء سے گفتگو کا احوال بہت خوبصورت انداز میں قلم بند کیا تھا۔ اُن کی یہ کتاب اب نایاب ہے۔ خدا بھلا کرے، مولانا کے پوتے جناب عدنان عامر دُرانی (حال مقیم کراچی) کا کہ جنھوں نے نہ صرف مجلس احرار اسلام کی لائبریری کے لیے کتاب کی فوٹو کاپی عطاء کی، بلکہ ہماری فرمائش پر قارئین ''نقیب ختم نبوت'' کے لیے کتاب کے متعلقہ صفحات کو نہایت خوبصورت انداز میں اُردو کے قالب میں ڈھالا ہے، جزاک اللہ۔ پڑھیے اور لطف اٹھایئے۔ (ڈاکٹر محمد عمر فاروق)

''۱۹۴۴ء میں جمعیت علماء بلوچستان نے ایک عظیم جلسے کا بندوبست کیا۔ میں اُس زمانے میں جمعیت علماء بلوچستان کا امیر تھا۔ جمعیت کی شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ اِس جلسہ میں کسی عظیم ہستی کی شرکت بہت ضروری ہے اور اِس طرح قرعۂ فال شعلہ نفس، شعلہ بیان مقرر مغفور و مرحوم مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نام نکلا۔ شاہ صاحب مرحوم کی ذات شیریں ہر جلسہ کی شان تھی۔ اُن کے وجود سے ہمارا جلسہ بھی مستفید ہوا۔ شاہ صاحب سے ایک خاص ملاقات اور تبادلۂ خیالات کے لیے ایک مجلس میں کہ جس میں جمعیت کے علماء اور معتبرین تشریف فرما تھے۔ شاہ صاحب نے اُن علماء سے پوچھا کہ:

''آپ کی جماعت کے کیا ارادے ہیں اور آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟'' تو اُنھوں نے جواب دیا کہ ہماری اولین ترجیح اور ہدف اسلامی قانون کا نفاذ ہے۔'' تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ ''آپ لوگ انگریزوں سے کس طرح اسلامی قانون نافذ کراؤ گے اور اِس کے لیے آپ لوگوں نے کیا اقدامات کیے ہیں؟''

علماء نے جواب دیا کہ ''ہم بلوچستان میں گورنر جنرل کے نمائندے کو ایک درخواست لکھیں گے اور اُن (یعنی

انگریزوں) سے شرعی قانون کے نفاذ کا مطالبہ کریں گے۔‘‘ شاہ صاحب نے پوچھا کہ ’’اگر انگریز نہ مانا تو پھر۔‘‘ علماء نے جواب دیا کہ ایک اور عرضی لکھیں گے۔‘‘ شاہ صاحب نے پوچھا کہ ’’ایسی عرضیاں کب تک لکھتے رہو گے؟‘‘ تو علماء نے جواب دیا کہ ’’ہمیں تو بس یہی ایک صورت ہی نظر آتی ہے۔‘‘

شاہ صاحب یہ جواب سننے کے بعد بہت زور سے ہنسے۔ یہاں تک کہ سارا مجمع بھی شاہ صاحب کے ساتھ ہنس پڑا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ:

’’بدقسمت تو ہم ہی رہے کہ اپنی جان و مال لٹا دیا۔ لاکھوں ہندوستانی جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔ ہزاروں کے سر قلم کر دیے گئے۔ بے شمار بچے یتیم ہو گئے۔ ہماری عورتیں خواہ مخواہ بیوہ ہو گئیں۔ یہ تو ہمیں اب پتا چلا کہ انگریز کو راضی کرنے کا اکسیری نسخہ تو آپ لوگوں کے پاس ہے۔ بس انگریز کو درخواست دو اور جو مانگنا ہے، مانگ لو، مل جائے گا۔‘‘

اِس واقعہ کے بعد شاہ صاحب سے جب بھی ملاقات ہوتی تو (اُس واقعہ کو یاد کر کے) ہنس ہنس کر اُن کا چہرہ لال ہو جاتا۔ فرماتے تھے کہ ’’مولوی محمد عمر آپ لوگوں کی مشکلات تو درخواست کے ایک معمولی پرزے سے حل ہو جاتی ہیں اور انگریز ہیں کہ خود بھی (ہمارے ہاتھوں) تباہ ہوئے اور ہمیں بھی تباہ کر ڈالا، مگر کسی طرح بھی راضی نہ ہوئے۔‘‘

(خطیب بلوچستان مولانا محمد عمرؒ: ’’علمنا بال‘‘، مدرسۃ العلوم، پرنگ آباد، مستونگ۔ بلوچستان، ص: ۳۴، ۳۵۔ س ن)

☆......☆......☆

عقیدۂ امامت اور خلافت راشدہ

مصنّف: مولانا پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

اہم عنوانات

(۱) قادیانیوں کا تصور خلافت اور ان کے مزعومہ خلفاء کی تفصیل
(۲) خوارج کا نظریۂ خلافت
(۳) شیعہ کا نظریۂ امامت اور اس نظریے پر شیعہ کے قرآن و حدیث سے استدلال کا مدلل جواب
(۴) خلافت کے مآخذ اور خلافت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم
(۵) خلافت کی اہمیت اور خلافت کی مروّجہ تقسیم
(۶) خلافت راشدہ اور شرائطِ استحقاقِ خلافت راشدہ
(۷) خلفائے راشدین کا طریقۂ انتخاب
(۸) امیر المؤمنین خلیفۂ راشد و عادل و برحق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ پر تفصیلی بحث

صفحات: 832　قیمت: 700 روپے　رعایتی قیمت: 450 روپے مع ڈاک خرچ

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان 0300-8020384

انتخاب: صبیح ہمدانی

عدنان رشید...... بنام ملالہ یوسف زئی

روشنی اور سیاہی کی ازلی آویزش ہمارے زمان ومکان میں بھی جاری ہے۔ بلکہ اس بار اس کے مناظر ومظاہر ایسے واضح اور ایسے صریح ہیں کہ خیر وشر کی کشمکش کی تاریخ میں ایسی روشن اور کھلی مثالیں چند ایک ہی ہیں۔ ایک طرف مصر میں فراعنہ کے وارث موسوی قیام وصبر کو پھر سے آزمار ہے ہیں، دوسری طرف شام میں نمرود کے گدی نشینوں نے ابراہیمیت کے لیے ارض الانبیاء کو بارِ دگر ایک وسیع الاؤ میں تبدیل کر دیا ہے۔ عشق والوں کے محیر العقول ثبات نے ابالسۂ زمانہ کو اپنے بال نوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ وہ الجزائر و مالی ہو یا افغانستان وعراق ہر دن اپنے دامن میں اچھی خبر لے کر آ رہا ہے۔

یہ امت اس زمانے کے سیکولر انتہا پسندوں کی مہربانیوں کا کما حقہ شکریہ کبھی نہیں ادا کر سکتی جنھوں نے کفرِ خالص کے چہرے پر پڑے ہوئے پردوں اور نقابوں کو دور کیا اور امت پر جمہوریت کے مکروہ کردھ کو، برداشت ورواداری کی حقیقت کو اور ملٹی کلچرل ازم اور پلورلیٹی جیسی ابلہ فریب اور سادہ شکار اصطلاحوں کے مطلب کو واضح کیا۔ ملت اسلامیہ خاص طور پر دو فوجی جرنیلوں، جنرل ریٹائرڈ قاتل پرویز اور جنرل حاضر سروس فرعون السیسی کے احسانات کو کبھی نہیں بھلا سکتی جنھوں نے جمہوریت، ریاست کی رٹ اور نیشنل سیکیورٹی کے مطالب کی شرح وبسط کے ساتھ وضاحت فرمائی۔ ایسی بے غبار تشریح کہ سوائے فاسفورس بموں اور جلی ہوئی لاشوں کی راکھ کے، ابہام کی کوئی گرد باقی نہیں رہی۔

پاکستان جہاں کفر ونفاق اور شر اور تاریکی بھی دو نمبر اور ملاوٹ آلودہ ہے، یہاں کے دیسی لبرل فاشسٹ اور برگر دانشور انتہائی اندوہ کے ساتھ بساطِ زمانہ کو اُلٹتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ زمین ان کے پاؤں تلے سے سرکتی جا رہی ہے۔ بدحواسی سے ان کی باچھیں چری جاتی ہیں، منہ سے کف اُگلتے ہیں اور شدّتِ جذبات سے آواز بھرا جاتی ہے۔ جب حالات کی کروٹیں دیکھ کر انھیں اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے استبداد اور طاغوتی تسلط کی شبِ سیاہ اب سحر سے ہم آغوش ہونے کو ہے، تو مارے دہشت کے ان کی آوازیں اُداس نسلوں کا المیہ ترانہ بن جاتی ہیں۔ بے کردار، بے بنیاد، بے اصل واصول دُم کٹی لومڑیوں اور مسخ چہروں والے بوزنوں کے اِس لاؤ لشکر کا سب سے بڑا رونا یہ ہے کہ اِن کی صفوں میں کوئی قربانی دینے والا نہیں ہے۔ آج کل کی زبان میں بولیں تو انھیں شدت سے ایک ''ھیرو'' کی ضرورت ہے۔ جو ابلیس کے ان جنود کے ہارے ہوئے سپاہیوں کے ''مورال'' کو بلند کرے۔ چنانچہ ان کی لیٹسٹ ڈارلنگ، ان کے دلوں کا سہارا اور آنکھوں کا تارا مس ملالہ یوسف زئی ہیں۔ یو این او میں اُن کی سپیچ سے پہلے انتقالِ نسبت کے لیے اُنھیں بے نظیر بھٹو کا دوپٹہ (غالباً بطور خرقہ؟) اوڑھایا گیا۔ اور پھر پاکستان میں علم کے پیڑوں سے تہذیب کے وہ وہ بندر اُترے اور اُتارے گئے کہ ''ہنس بھی نہیں سکتا ہوں جو میں رو نہیں سکتا'' کا حال تھا۔

لوگ آئینوں میں تکنے لگے چہرے اپنے
علم کے پیڑ سے تہذیب کا بندر اترا

گذشتہ شمارے میں قارئین نے مشہور لبرل کالم نگار وسعت اللہ خان کا کالم پڑھا جس میں اُنھوں نے عوام الناس میں ''اصلی تے وڈّی'' ھیرو کی مبیّنہ عظمت پر ہونے والی چہ میگوئیوں کو یکجا کر کے اپنے تئیں اُن کا مداوا یہ کیا کہ اُن پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ گویا یہ تاثر دینے کی کوشش کی یہ اعتراضات بحیثیت مجموعی ایسے کمزور ہیں کہ نا قابلِ تبصرہ ہیں۔ بعینہٖ یہی حرکت لبرلز آف پاکستان کے نفسِ ناطقہ موسیو نذیر ناجی نے کی جب اُنھوں نے ۱۹، ۲۰ جولائی ۲۰۱۳ء کے روزنامہ 'دنیا'' میں شائع ہونے والے اپنے کالموں میں طالبان مجاہد عدنان رشید کے مکتوب بنام ملالہ یوسف زئی کو بتمامہٖ نقل کر کے اس میں مذکور کسی سوال یا کسی نکتے کا جواب نہیں دیا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ عقل و دانش کا کوئی معروضی تصوّر تو ہے نہیں کہ ''صاب'' بولیں اور سبھی مان لیں۔ اسی طرح عوام (پرولتاریہ) کو گھٹیا و ذلیل سمجھنے (بقولِ فیض ''گلیوں کے آوارہ بے کار کتے'') کے باوجود اب جو کچھ عالمِ واقعات میں ہو رہا ہے وہ کچھ ایسا ہے کہ یہ اٹھارہ کروڑ جہل کا نچوڑ استبدادی نظام کی گرفت کو دن بدن ڈھیلا کرنے میں کامیاب ہوتے جارہے ہیں۔ آہنی پنجے کھل رہے ہیں اور قومی آزادی کے اس لمحۂ قریب کا سبب کوئی اور نہیں اسلام ہے۔ ذیل میں یہ خط پیش کیا جا رہا ہے۔ مکمل متن کے لیے ہم جناب نذیر ناجی کے ہی شکر گزار ہیں۔ مکتوب نگار کے تعارف کے لیے ایک اور سیکولر ''خوش ذوق'' ایاز امیر کی گواہی ملاحظہ فرمایئے۔

> ''جی ایچ کیو پر حملہ کرنے والا عثمان، جو طبّی پیشے سے وابستہ تھا اور عدنان رشید، جو پی اے ایف کا ایک جونیئر ٹیکنیشن تھا، جس نے پرویز مشرف کی جان لینے کی کوشش کی اور جواب ڈی آئی خان جیل توڑنے کا بھی ماسٹر مائنڈ ہے، پاکستانی طالبان کی اُس نئی نسل سے تعلق رکھتے ہیں جو موجودہ سیاسی نظام کا تختہ اُلٹنا چاہتے ہیں۔ عدنان رشید کے کچھ ویڈیو پیغامات انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ وہ ذہین دکھائی دیتا ہے اور اُس کی انگریزی بھی اچھی ہے اور وہ ملک کے ''بدعنوان سرمایہ دارانہ جمہوری نظام'' کے خلاف آواز اُٹھا رہا ہے۔ یہ بات خطرناک ہے کیونکہ طالبان کو سفاک اور جاہل، جو ایک چھوٹی لڑکی ملالہ کو نشانہ بناتے ہیں، دشمنوں کا گلا کاٹتے ہیں اور ایک خاص فرقے کے خلاف نفرت کو اُبھارتے ہیں، قرار دے کر ان کے پیغام کو رد کیا جا سکتا ہے لیکن مجھے ملا عمر کی طرف سے عید پر دیے جانے والے معتدل مزاجی کے پیغام سے خطرہ ہے'' (روزنامہ ''جنگ'' ۱۲، اگست ۲۰۱۳ء)

گواہیاں تو اور بھی بہت سی ہیں، کچھ پوری اور کچھ آدھی۔ لیکن گواہیوں کے ہی مطالعے میں آپ کے منہ کا ذائقہ کیوں برباد کیا جائے۔ براہِ راست مدّعا علیہ کا بیان ہی سُن لیجیے۔ (صبیح)

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

عدنان رشید کی جانب سے ملالہ یوسف زئی کے نام

ان کے لیے امن اور سلامتی کا پیغام جنھوں نے راہِ ہدایت اختیار کی۔ مس ملالہ یوسف زئی! میں یہ خط آپ کو بالکل ذاتی حیثیت میں لکھ رہا ہوں۔ ضروری نہیں کہ یہ تحریک طالبان پاکستان یا کسی دوسرے جہادی گروہ کا بھی موَقف ہو۔ میں نے آپ کے بارے میں سب سے پہلے بی بی سی اردو سروس کے ذریعے اس وقت سنا جب میں بنوں جیل میں تھا۔ اس وقت بھی میں آپ کو خط لکھنا چاہتا تھا۔ یہ نصیحت کرنا چاہتا تھا کہ طالبان مخالف سرگرمیوں سے باز رہیں لیکن مجھے آپ کا پتہ معلوم نہ ہو سکا۔ میں سوچتا رہا کہ آپ کے ساتھ کیسے رابطہ قائم کروں جبکہ آپ اپنی تحریروں میں اپنا فرضی نام استعمال کرتی

تھیں۔ آپ کے لیے میرے تمام تر جذبات برادرانہ ہیں کیونکہ ہم دونوں ایک ہی قبیلے یوسف زئی سے تعلق رکھتے ہیں۔

اسی دوران جیل توڑے جانے کا واقعہ پیش آیا اور مجھے فرار ہونے کا موقع مل گیا۔ جب آپ پر حملہ کیا گیا تو یہ میرے لیے بھی صدمے سے کم نہ تھا۔ میں نے سوچا کہ کاش ایسا نہ ہوتا اور میں نے بروقت آپ سے رابطہ کر کے آپ کو سمجھا دیا ہوتا۔ طالبان نے آپ پر حملہ کیا، اسلام کے لحاظ سے یہ ٹھیک تھا یا غلط یا آپ قتل کر دیے جانے کے قابل تھیں یا نہیں، میں اس بحث میں نہیں الجھوں گا، اس معاملے کو پروردگارِ عالم پر چھوڑ دیتے ہیں، وہی بہترین فیصلے کرنے والا ہے۔ سب سے پہلے تو آپ اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ طالبان نے آپ پر حملہ اس لیے نہیں کیا تھا کہ آپ سکول جاتی تھیں۔ یہ حقیقت بھی جان لیں کہ طالبان یا مجاہدین کسی مرد، عورت یا لڑکی کے تعلیم حاصل کرنے کے خلاف نہیں۔ طالبان سمجھتے ہیں کہ آپ بالقصد ان کے خلاف لکھ رہی تھیں اور سوات میں اسلامی نظام نافذ کرنے کی ان کوششوں کو سبوتاژ کرنے کی مہم چلا رہی تھیں۔ آپ کی تحریریں اشتعال انگیز تھیں۔ آپ نے کل اپنی تقریر میں کہا کہ قلم تلوار سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے اور یہ کہ طالبان نے آپ پر آپ کی اس تلوار کی وجہ سے حملہ کیا، آپ کی کتابوں اور سکول کی وجہ سے نہیں۔ طالبان کی بغاوت سے پہلے سوات میں ہزاروں لڑکیاں سکول جاتی تھیں۔ طالبان کے زور پکڑنے کے بعد بھی وہ اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کیا آپ وضاحت کرنا پسند فرمائیں گے کہ صرف آپ ہی طالبان کی ہٹ لسٹ پر کیوں تھیں؟

یہاں میں ایک اور نکتے کی وضاحت بھی کرنا چاہتا ہوں کہ طالبان سکولوں کو کیوں بموں سے اڑا دیتے ہیں؟ خیبر پختونخوا اور فاٹا میں صرف طالبان ہی نہیں جو سکولوں کو بارود سے اڑا رہے ہیں بلکہ پاکستانی فوج اور فرنٹیئر کانسٹیبلری بھی اس معاملے میں برابر کی شریک ہے۔ دونوں کی جانب سے اس اقدام کی مشترکہ وجہ یہ ہے کہ یہ سکول طالبان یا پاک فوج میں سے کسی بھی پارٹی کے کنٹرول میں آ جائیں تو ان پناہ گاہوں اور عبوری کیمپوں کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ 2004ء میں، میں سوات میں تھا اور صوفی محمد کی جانب سے انقلاب لانے کی پہلی کوشش کی ناکامی کی وجوہ تلاش کر رہا تھا۔ میں نے جانا کہ سوات کی تحصیل مٹہ کے کچھ سکولوں میں ایف سی موجود ہے اور ان کو پناہ گاہوں اور عبوری کیمپوں کے طور پر استعمال کر رہی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ کس کو الزام دیا جائے؟ فاٹا میں درجنوں سکولوں کو پاک فوج اور ایف سی بیرکوں کے طور پر استعمال کر رہی ہیں۔ آپ چاہیں تو اس کی تحقیق کر سکتی ہیں۔ جب کوئی مقدس چیز مہلک بن جائے تو اس کا خاتمہ ضروری ہو جاتا ہے۔ یہی طالبان کی پالیسی ہے۔ تزویراتی مقاصد کے لیے استعمال ہونے والے سکولوں کو بارود سے اڑانا طالبان کا کام نہیں۔

اب میں سب سے اہم معاملے یعنی تعلیم کی طرف آتا ہوں۔ یہ بات حیرت کا باعث ہے کہ آپ تعلیم کے لیے آواز بلند کر رہی ہیں۔ آپ اور یو این او، دونوں یہ دکھاوا کر رہے ہیں کہ آپ پر حملہ تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے کیا گیا۔

حقیقت یہ نہیں۔ ایمانداری کا مظاہرہ کریں۔ تعلیم نہیں بلکہ آپ کی جانب سے کیا گیا پروپیگنڈا اصل مسئلہ تھا۔ اور ایک سوال یہ ہے آپ اب کیا کر رہی ہیں؟ آپ اپنی زبان سے دوسروں کا مؤقف بیان کر رہی ہیں۔ اگر آپ اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ قلم تلوار سے زیادہ طاقت ور ہے تو یہ بھی جانتی ہوں گی کہ زبان کا زخم تلوار کے زخم سے زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ تلوار کا زخم تو ٹھیک ہو جاتا ہے لیکن زبان سے لگنے والا زخم سدا ہرا رہتا ہے۔ میں آپ کے ساتھ یہ معلومات شیئر کرنا چاہتا ہوں کہ برصغیر پر برطانیہ کے قبضے سے پہلے یہاں کا ہر باشندہ لکھنا پڑھنا جانتا تھا۔ مقامی افراد نے برطانوی افسروں کو عربی، ہندی، اردو اور فارسی سکھائی۔ اس وقت ہر مسجد میں ایک مدرسہ بھی قائم تھا اور مسلمان حکمران ان مدارس پر بھاری رقوم خرچ کیا کرتے تھے۔ جس زمانے میں ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت تھی یہ علاقہ کاشت کاری، ریشم اور پٹ سن کی پیداوار کے لیے مشہور تھا۔ یہاں پر ٹیکسٹائل انڈسٹری تھی اور جہاز سازی کی صنعت پنپ رہی تھی۔ غربت نہ ہونے کے برابر تھی۔ کسی قسم کا کوئی بحران نہ تھا۔ تہذیبوں یا مذاہب کے کوئی اختلافات نہ تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانے میں یہاں کا نظامِ تعلیم اعلیٰ نظریات پر قائم تھا۔ میں آپ کی توجہ ایک تحریر کی جانب دلانا چاہتا ہوں جو سرٹی بی میکالے نے برطانوی پارلیمنٹ کو برصغیر میں تعلیمی اصلاحات کے حوالے سے ارسال کی۔ 2رفروری1835ء کو لکھے گئے اس مراسلے میں میکالے نے واضح کیا کہ برصغیر میں مسلمانوں کے نظامِ تعلیم کی جگہ وہ کس طرح کا تعلیمی نظام چاہتا ہے۔ اس نے لکھا:

> ''ہمیں فوری طور پر ایک ایسا طبقہ تشکیل دینے کی کوشش کرنی چاہیے جو ہمارے اور ان لاکھوں افراد کے درمیان ترجمان کا کردار ادا کر سکے جن پر ہم حکومت کرتے ہیں۔ ایک ایسی کلاس جو اپنے خون اور رنگ کے لحاظ سے تو ہندوستانی ہو لیکن نقطۂ نظر، مورال اور علم وحکمت کے لحاظ سے انگریز ہو۔''

یہ تھا اُس نام نہاد تعلیمی نظام کا منصوبہ اور مشن جس کے لیے آپ مرنے کے لیے تیار ہیں اور جس کے لیے اقوامِ متحدہ کے کرتا دھرتا آپ کو اپنے دفاتر میں لے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں ایسے ایشیائی افراد تیار کیے جا سکیں جو خون کے لحاظ سے تو ایشیائی ہوں لیکن نقطۂ نظر کے لحاظ سے انگریز محسوس ہوں۔ یہ ہے وہ نظام جو آپ کا آئیڈیل ہے۔ وہ سارے انسانوں کو انگریز کیوں بنانا چاہتے ہیں؟ اس لیے کہ انگریز یہودیوں کے حمایتی بلکہ غلام ہیں۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ ہندوستان میں انگریزی تعلیم کے بانی اور علامت سمجھے جانے والے سرسید احمد خان ایک فری میسن تھے۔ آپ نے کہا کہ ایک استاد، ایک قلم اور کتاب دنیا تبدیل کر سکتے ہیں۔ میں آپ کی اس بات سے پوری طرح متفق ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ کون سا استاد، کون سا قلم اور کون سی کتاب؟ اس کی تخصیص ہونی چاہیے۔ پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا:

> ''میں آپ کے درمیان ایک معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور اپنے ساتھ ایک کتاب لایا ہوں۔''

انہیں قرآن کی تعلیم دینے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ ایسا پاکیزہ اور معزز معلم ہی دنیا تبدیل کر سکتا ہے۔

آپ نے ایک مثال دی کہ ایک بار ایک صحافی نے ایک طالب علم سے پوچھا کہ ایک طالب تعلیم سے اتنا خوفزدہ کیوں رہتا تو اس نے جواب دیا کہ طالب یہ نہیں جانتا کہ اس کتاب میں کیا ہے۔ یہی سوال میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے پوری دنیا سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اللہ کی اس کتاب سے اتنے خوفزدہ کیوں ہیں؟ اس لیے کہ وہ نہیں جانتے اس میں کیا ہے۔ طالبان چاہتے ہیں کہ ان باتوں کا نفاذ ہو جن کا حکم اللہ کی کتاب میں ہے جبکہ اقوامِ متحدہ ان باتوں کا نفاذ چاہتی ہے جو انسان کی تصنیف کردہ کتابوں میں لکھی ہیں۔ آپ نے بے انصافی کے مرتکب ادارے کے سٹیج پر کھڑے ہو کر انصاف اور برابری کی بات کی ہے حالانکہ وہاں سب قومیں برابر نہیں ہیں۔ چند ریاستوں کو ویٹو کا حق حاصل ہے جبکہ باقی ممالک بے بس ہیں۔ درجنوں بار ایسا ہو چکا ہے کہ پوری دنیا نے اسرائیل کے خلاف مشترکہ آواز بلند کی لیکن صرف ایک ویٹو انصاف کا گلا گھونٹنے کے لیے کافی ٹھہرا۔ وہ پلیٹ فارم جس پر کھڑے ہو کر آپ پوری دنیا سے مخاطب ہو رہی ہیں، نیو ورلڈ آرڈ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ پرانے ورلڈ آرڈر میں کیا خرابی ہے؟ نیو ورلڈ آرڈر کا پرچار کرنے والے گلوبل ایجوکیشن، گلوبل معیشت، گلوبل آرمی، گلوبل تجارت، گلوبل حکومت اور آخر میں گلوبل مذہب چاہتے ہیں۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ ان سارے عالمی منصوبوں میں کہیں پیغمبرانہ رہنمائی کے لیے بھی کوئی گنجائش ہے یا نہیں؟

کیا ان (عالمی منصوبوں) میں اسلامی شریعت یا اسلامی قانون کے لیے کوئی جگہ ہے جنھیں اقوامِ متحدہ بے رحمانہ اور نامہربان قرار دیتی ہے؟ آپ نے پولیو ٹیم پر حملوں کے بارے میں بات کی ہے۔ کیا آپ اس سوال کا جواب دیں گی کہ 1973ء میں اس وقت کے امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ ہنری کسنجر، جو کہ ایک یہودی ہیں، نے یہ کیوں کہا تھا کہ تیسری دنیا کی آبادی 80 فیصد کم کر دی جانی چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ اقوامِ متحدہ کی چھتری تلے مختلف ناموں سے اصلاحِ نسل کے اور نسل کشی کے قابل نہ رہنے دینے کے پروگرام کیوں چلائے جا رہے ہیں۔ صرف ازبکستان میں دس لاکھ سے زیادہ مسلم خواتین کو ان کی مرضی کے خلاف بالجبر بانجھ کر دیا گیا۔ برٹرینڈ رسل نے اپنی کتاب ''دی امپیکٹ آف سائنس آن سوسائٹی'' میں لکھا تھا:

> ''خوراک، انجکشن اور حکومتی احکامات سے ہر فرد کو اپنی زندگی کی ابتدا ہی سے واسطہ پڑتا ہے۔ یہ سارے عوامل مل کر افراد کے ایسے کردار اور ان میں ایسے اعتقادات پیدا کرنے کا باعث بنیں گے جو حکمران اپنے لیے موافق خیال کریں گے۔ اس طرح برسرِ اقتدار آنے والی طاقت پر سنجیدہ نوعیت کی تنقید نفسیاتی لحاظ سے ناممکن ہو کر رہ جائے گی۔''

یہی وجہ ہے کہ پولیو ویکسی نیشن کے پروگرام کے بارے اتنے زیادہ تحفظات ہیں۔ آپ نے کہا کہ ملالہ ڈے آپ کا دن نہیں ہے بلکہ یہ ہر اس فرد کا دن ہے جس نے اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کی۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح کا دن آپ کے نام پر منایا گیا ویسا ''راکیل کوری'' کے نام پر کیوں نہیں منایا جاتا۔ صرف اس لیے کہ اس کو ہلاک کرنے کے لیے استعمال ہونے والا بلڈوزر اسرائیلی تھا؟ (یاد رہے کہ راکیل کوری بین الاقوامی یک جہتی تحریک کی رکن اور امن

کی علم بردار خاتون تھیں، جسے 2003ء میں اسرائیلی بلڈروں نے کچل کر ہلاک کر دیا تھا) ایسا دن عافیہ صدیقی کے نام پر کیوں نہیں منایا جاتا، کیا اس لیے کہ اس ساری خرابی کے ذمہ دار امریکی ہیں؟ ایسے دن فیضان اور فہیم کے نام پر کیوں نہیں منائے جاتے، اس لیے کہ ان کا قاتل ریمنڈ ڈیوس تھا؟ میں آپ سے ایک اور سوال پوچھنا چاہتا ہوں اور برائے مہربانی اس کا جواب پوری ایمان داری سے دیجیے گا۔ اگر آپ کسی امریکی ڈرون حملے میں زخمی ہو جاتیں تو کیا اس صورت میں بھی دنیا کو آپ کی طبی صورتِ حال پر اتنی ہی تشویش لاحق ہوتی اور کیا تب بھی آپ کو دُخترِ ملّت کا نام ملتا تھا؟ کیا تب بھی میڈیا آپ کو اتنی ہی کوریج دیتا؟ کیا عالمی میڈیا آپ کی طرف اسی گرم جوشی سے متوجہ ہوتا؟ کیا اس صورت میں بھی جنرل کیانی آپ کی عیادت کے لیے تشریف لاتے؟ کیا تب بھی آپ کو اقوامِ متحدہ بلا کر اتنی پذیرائی دی جاتی؟ کیا تب بھی ملالہ ڈے منایا جاتا؟ اب تک تین سو سے زائد معصوم، بے گناہ خواتین اور بچے ڈرون حملوں میں ہلاک ہو چکے ہیں لیکن ان ہلاکتوں پر کس نے توجہ دی؟ اس لیے کہ حملہ کرنے والے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ''پُر امن'' امریکی ہیں؟ ایسا کوئی دن ان سولہ معصوم افغان خواتین اور بچوں کے نام سے کیوں نہیں منایا جاتا جن کو امریکی رابرٹ بیلاس نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ اس لیے کہ بیلاس ایک طالب نہ تھا؟

جو دردمندی آپ نے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی کاش پاک فوج بھی اس سے آگاہ ہوتی تا کہ وہ فاٹا اور بلوچستان میں لوگوں کا خون بہانا بند کر دیتی۔ میری خواہش ہے کہ جو ترحّم آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سیکھا امریکہ اور نیٹو بھی اس کا علم رکھتے اور دنیا بھر میں مسلمانوں کا خون بہانے سے باز آجاتے۔ میں یہی خواہش برما اور سری لنکا میں بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرنے والے بدھ کے پیروکاروں سے بھی رکھتا ہوں اور بھارتی فوج سے بھی امید کرتا ہوں کہ وہ گاندھی جی کی سوچ اپنائے اور کشمیری مسلمانوں کی نسل کشی ترک کر دے اور پھر باچا خان کی پیروکار اے این پی، جس نے خیبر پختونخوا میں اپنے پانچ سالہ دورِ حکومت میں عدم تشدد کی مثال قائم کی۔ اس سلسلے میں سوات کی مثال پیش کی جاسکتی ہے جہاں باچا خان کے پیروکاروں نے ایک گولی بھی نہ چلنے دی اور جیٹ طیاروں، ٹینکوں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے عدمِ تشدد کے فلسفے پر اس کی روح کے مطابق عمل کیا۔

آخر میں، میں آپ سے کہوں گا کہ گھر واپس آجائیں، اسلامی اور پشتون ثقافت اپنائیں، اپنے گھر کے نزدیک خواتین کے لیے بنے کسی بھی اسلامی مدرسے میں داخل ہو جائیں، قرآن پاک کا مطالعہ کریں اور اس سے سیکھیں، اپنا قلم اسلام اور مسلم اُمّہ کی ترقی اور فروغ کے لیے استعمال کریں اور اس محدود الیٹ کی سازش کو بے نقاب کر دیں جو پوری نسلِ انسانی کو اپنے مذموم ایجنڈے کی خاطر غلام بنا کر رکھنا چاہتی ہے اور اس سارے عمل کو نیو ورلڈ آرڈر کا نام دیتی ہے۔ ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پوری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ (مطبوعہ روزنامہ ''دنیا'' ۱۹، ۲۰ جولائی ۲۰۱۳ء)

پروفیسر خالد شبیر احمد　　　　قسط: ۲۸

ورق ورق زندگی

دیال سنگھ کالج میں چند روز:

نوکری کی تلاش میں ایک دن ''پاکستان ٹائمز'' میں پڑھا کہ دیال سنگھ کالج لاہور میں پولیٹیکل سائنس کے دو پروفیسروں کی ضرورت ہے۔ ایک فل ٹائم اور دوسرا پارٹ ٹائم۔ خواہش مند حضرات مقررہ تاریخ اور وقت دیال سنگھ کالج لائبریری میں انٹرویو کے لیے تشریف لے آئیں۔ چنانچہ میں بھی مقررہ وقت پر وہاں پہنچ گیا۔ کئی دوسرے امیدوار تھے۔ انٹرویو ہوگیا تو انہوں نے مجھے پارٹ ٹائم لیکچرر کے لیے چُن لیا۔ جبکہ ایک دوسرے صاحب جو گارڈن کالج راولپنڈی میں تین چار سال تک پڑھانے کا تجربہ رکھتے تھے، اُنہیں فل ٹائم کے لیے رکھ لیا گیا۔ مجھے دن میں ایک لیکچر دینا تھا اور معاوضہ صرف ایک سو پچاس روپے تھا۔ میں نے سوچا کہ یہ ملازمت اس لحاظ سے درست رہے گی کہ لاہور میں رہ کر کسی بہتر نوکری کی تلاش آسان ہوگی۔ چنانچہ میں نے حامی بھر لی لیکن مسئلہ رہائش کا تھا کہ کہاں پر رہوں گا۔ چچا خضر تمیمی صاحب کے ہاں قیام کے لیے دل نہیں چاہ رہا تھا کہ پہلے ہی دو سال تک اُنہیں تکلیف دی تھی اور دوسری کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ اب دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا سبب بنایا کہ دیال سنگھ کالج لائبریری سے باہر نکلا تو چنیوٹ کے ایک پرانے دوست شیخ امتیاز سے ملاقات ہوگئی۔ شیخ امتیاز غیر معمولی حد تک بذلہ سنج اور ذہین آدمی تھے۔ بلا کی حسِ مزاح تھی۔ ان کے ہوتے ہوئے کوئی غم زدہ نہیں رہتا تھا۔ بڑی مدت کے بعد ملے تو خوب ملے۔ ہم دونوں کافی دیر تک بغل گیر رہے، انتہائی مسرت اور خوشی کا اظہار دونوں طرف سے ہوا۔ میں نے پوچھا کہ تم لاہور میں کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگے کہ ایک معمولی کاروبار کا آغاز کیا ہے دیکھیں کب تک معاملہ درست ہوتا ہے۔ مجھ سے پوچھا تو میں نے اپنی کہانی کہہ سنائی، ٹھہرنے اور قیام کرنے کی جگہ کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا ابھی آج ہی انٹرویو ہوا ہے۔ کل سے پڑھانا شروع کرنا ہے۔ رہائش کا ابھی کوئی انتظام نہیں سوچا۔ کہنے لگے کہ چلو پھر اکٹھے رہیں گے، میں نے کہا کہ تمہارے ساتھ رہنے سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انتہائی خوش وخرم رہیں گے کہ تمہیں تو غم غلط کرنے کا طریقہ آتا ہے۔ ایسی ایسی باتیں کرتے ہو کہ خواہ مخواہ ہنسنے کو جی چاہتا ہے، روتے ہوئے کو ہنسا لینا تمہارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ کہنے لگا کہ رہائش ہی ایسی رکھی ہے کہ وہاں پر خوش رہے بغیر سرے سے رہنا ہی مشکل ہوگا۔ شاید گوالمنڈی کے قریب کئی کمروں کی ایک بلڈنگ تھی، جس میں ایک کمرہ انہوں نے لے رکھا تھا۔ سامان کے نام پر زمین پر چند بوریاں بچھی تھیں اور بڑی بے سروسامانی کا منظر تھا۔ ایک دفعہ تو میں پریشان ہوگیا لیکن پھر سنبھل گیا۔

بیت الخلا اور غسل خانے جانے کے لیے باقاعدہ قطار میں کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ بہرحال دوست انتہائی ہنس مکھ اور کسی بھی مشکل کو مشکل نہ سمجھنے والا تھا۔ میں ایک پیریڈ پڑھا کر اور وہ اپنے ابتدائی کاروبار سے فارغ ہو کر واپس اکٹھے ہوتے۔ یومیہ ہم پچھلے ٹائم سیر کو نکلتے اور رات گئے آ کر زمین پر سو رہتے۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ میری کالج کے ہیڈ کلرک سے لڑائی ہو گئی، وہ انتہائی بدتمیز قسم کا آدمی تھا۔ میں نے بھی جوابی کارروائی کی تو اردگرد کے لوگ بھی اکٹھے ہو گئے۔ معاملہ پرنسپل صاحب تک میں خود لے گیا لیکن پرنسپل صاحب موجودہ دور کے جمہوری حکمرانوں کے آر کی ٹائپ تھے۔ انتہائی غیر فعال اور بے اختیار۔ انہوں نے میری فریاد پر کان ہی نہ دھرے تو میں انتہائی مایوس ہوا۔ کالج نظم و نسق کے اعتبار سے بھی خاصا بے ہنگم سا تھا۔ لڑکوں کی تعداد زیادہ تھی اور جگہ کم۔ ایک عجیب قسم کا ماحول تھا کہ میں جس میں بس حیران و پریشان ہی رہتا۔ صرف اس انتظار میں تھا کہ کوئی بہتر نوکری ملے تو یہاں سے جان چھوٹے۔ رحمت باری نے ہمیشہ کی طرح دست گیری کی۔ ان حالات میں دس پندرہ دن ہی گزرے تھے کہ میں نے شیخ امتیاز سے کہا کہ چلو یار آج مزنگ روڈ پر چچا خضر تمیمی صاحب کو سلام کر آئیں۔ اس نے کہا ہمیں تو سیر کو ہی جانا ہے کہیں اور نہیں تو ادھر کو چل پڑتے ہیں۔ چنانچہ ہم دونوں مزنگ روڈ پر چچا جان کو ملنے چلے گئے۔ چچا جان مجھے دیکھتے ہی بولے:

''تم آج کل کدھر ہوتے ہو؟ تمہارا ایک دوست نام تو بھول گیا ہوں آج یہاں میرے پاس آیا تھا اور تمہارے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ میں نے کہا کہ وہ تو آج کل شاید لاہور میں نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو مجھے اس کا کوئی پتہ نہیں۔ تمہارے لیے اس پیغام دیا ہے کہ اسلامیہ کالج خانیوال میں نوکری کا انتظام ہو گیا ہے، اگر ارادہ ہو تو رات والی گاڑی کے لیے مجھے ریلوے سٹیشن پہ مل لو اور اگر وہاں میں اسے نہ مل پاؤں تو پھر سیدھا اسلامیہ کالج خانیوال میں پہنچ جاؤ۔ میں اسے وہاں ملوں گا۔ اس نے مزید کہا کہ وہ اسلامیہ کالج میں پڑھا رہا تھا کہ اُسے سرکاری نوکری مل گئی ہے۔ اور پرنسپل نے کہا ہے کہ اپنی جگہ کوئی آدمی دے کر جاؤ اور یہ بات اُس کے علم میں ہے کہ ابھی تک خالد شبیر کو کوئی نوکری نہیں ملی۔ اس لیے میں اس کی تلاش میں آپ کو ملنے آیا ہوں۔''

میں نے چچا جان سے اس کا چہرہ مہرہ پوچھا تو مجھے سمجھ آ گئی کہ کون آیا تھا اور کیا معاملہ ہے۔ مجھے پتہ چل گیا کہ وہ بھٹی صاحب ہیں اور راولپنڈی سے اُن کا تعلق ہے۔ بہرحال ہم چچا خضر تمیمی صاحب کے دفتر سے باہر آئے تو شیخ امتیاز نے کہا کہ یار کیا تیری قسمت ہے کہ گھر بیٹھے بیٹھے تیری نوکری کا انتظام ہو گیا ہے۔ تیرے تو فرشتوں کو بھی اس کی خبر نہ تھی اور ہم تو ویسے ہی خضر صاحب کو ملنے آ گئے تھے یہاں تو خوب ہی معاملہ نکلا۔ اب جلدی سٹیشن جانے کی تیاری کرو، رات کے وقت گاڑی کی روانگی تھی۔ ہم آرام سے اپنی جگہ پر آئے سامان اٹھایا، کسی ہوٹل سے روٹی کھائی اور ریلوے سٹیشن پہنچ گئے۔ میں نے ریلوے سٹیشن پر اِدھر اُدھر دیکھا لیکن بھٹی صاحب مجھے کہیں نظر نہ آئے۔ امتیاز شیخ نے ٹکٹ لے لیا اور گاڑی جب روانہ ہونے والی تھی تو ایک ڈبے میں مجھے بھی سیٹ مل گئی اور میں خانیوال کے لیے روانہ ہو گیا۔ امتیاز شیخ نے مجھے دعاؤں کے ساتھ

رخصت کیا۔ اس طرح دیال سنگھ کالج کے اوبڑ کھابڑ ماحول سے جان چھٹی صرف پندرہ یا بیس دن تک وہاں پڑھایا۔ تنخواہ کیسی اور استعفیٰ کیا۔ گاڑی چل رہی تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب سبب بنایا ہے۔ لیکن بار بار بھٹی صاحب کا بھی خیال آتا تھا کہ وہ نہیں ملے اور اسلامیہ کالج کے پرنسپل صاحب سے تو میرا تعارف انہوں نے کرانا ہے۔ اسی سوچ میں تھا کہ گاڑی ساہیوال ریلوے سٹیشن پر رکی، میں چائے کا کپ پینے کے لیے سٹال پر اُترا تو بھٹی صاحب مجھ سے پہلے سٹال پر کھڑے تھے۔ ملے اور میں نے اُن سے کہا کہ یہ کیسے ہوا، کہنے لگے کہ مجھے سرکاری نوکری مل گئی ہے۔ پرنسپل صاحب میاں عبدالباری نے کہا کہ اپنی جگہ پڑھانے کے لیے آدمی دے جاؤ اور چلے جاؤ۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ لڑکوں کا کوئی نقصان نہ ہو۔ ایک آدمی اگر جا رہا ہے تو دوسرا آدمی آجائے تاکہ تعلیم کا سلسلہ جاری رہے۔

دیال سنگھ کالج سے اسلامیہ کالج خانیوال:

صبح سویرے ہم دونوں (میں اور میرا کلاس فیلو جن کا نام میں بھول چکا ہوں) بھٹی صاحب اسلامیہ کالج میں تھے۔ انہوں نے میری پرنسپل صاحب سے ملاقات کرائی اور کمال یہ ہے کہ پرنسپل صاحب نے مجھے صرف یہ کہا کہ دیکھو ہم نے تمہیں سِوکس کے لیے کالج میں رکھ لیا ہے اور تم ابھی کلاس میں جا کر پڑھانا شروع کر دو، یہ تمہارا ٹائم ٹیبل ہے۔ میں بڑا حیران ہوا کہ نہ کوئی انٹرویو نہ یہ پوچھا کہ تم نے ایم۔اے کیا ہوا بھی ہے کہ نہیں۔ اور پڑھانے کے لیے کہا جا رہا ہے۔ بہرحال میں نے کام شروع کر دیا اور بھٹی صاحب کالج سے باقاعدہ فارغ ہو کے راولپنڈی کسی کالج کے لیے روانہ ہوگئے۔ جب کالج میں چھٹی ہوئی تو پرنسپل صاحب میاں عبدالباری نے مجھے بلایا اور کہا کہ تمہاری رہائش کا کیا ہوگا۔ میں نے کہا کہ سر میرا تو یہاں پر ایسا کوئی ٹھکانہ نہیں جہاں پر رہائش اختیار کی جائے۔ کہنے لگے یہاں پر چند پروفیسروں نے اپنا ایک مکان لے رکھا ہے اور کھانا پکانے کے لیے ایک باورچی بھی اُن کے پاس ہے اُن کو کہے دیتا ہوں وہیں رہائش اختیار کر لو۔ چنانچہ ایک پروفیسر کو بلوایا اور اُنہیں کہا کہ یہ تمہارے ساتھی ہیں اور تمہارے ساتھ ہی رہیں گے۔ اس طرح خانیوال میں میری رہائش کا انتظام بھی ہوگیا۔

پرنسپل میاں عبدالباری:

پرنسپل صاحب اُن لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ جن کا میری زندگی میں بہت اثر رہا ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں کم ہی کسی سے متاثر ہوتا ہوں لیکن میاں عبدالباری اپنی خوبیوں کی وجہ سے ایک ایسی شخصیت تھے کہ جنہیں میں مرتے دم تک نہیں بھول پاؤں گا۔ سرکاری ملازمت کی۔ میانوالی میں بطور پرنسپل کام کر رہے تھے تو ریٹائرڈ ہوگئے۔ یہاں اسلامیہ کالج قائم ہوا تو انہیں بطور پرنسپل بلا لیا گیا۔ دراز قامت، باریش اور مضبوط جسم کے آدمی تھے۔ مختصر بات کرتے تھے۔ انہیں ہر ایک کو اپنے دائرے میں رکھنے کا فن بھی خوب آتا تھا۔ دل کے صاف اور زبان کے میٹھے۔ بس جی چاہتا کہ انہیں سنا ہی جائے۔ انتہائی متین اور سنجیدہ۔ خود پڑھاتے بھی تھے اور لڑکوں کو سزا بھی دیتے تھے غالباً ریاضی کے استاد تھے۔ نظم و نسق پر

بہت زیادہ توجہ دیتے اس لیے کالج اچھی شہرت حاصل کر گیا تھا۔ تعداد بھی خاصی تھی۔ بہر حال میرا جی لگ گیا اور ماحول ایسا تھا کہ میں اسے ہر لحاظ سے اپنی مرضی کے مطابق کہہ سکتا ہوں۔ میں جس مکان میں پروفیسروں کے ساتھ رہائش پذیر ہوا وہ بھی انتہائی عمدہ مزاج بلکہ میرے ہم مزاج تھے۔ جلد ہی اُن میں گھل مل گیا جیسے برسوں سے اکٹھے رہ رہے ہوں۔ تمام اساتذہ پرنسپل صاحب کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ اساتذہ ہی نہیں طلبا کے دلوں میں بھی پرنسپل میاں عبدالباری کا بڑا احترام تھا اور اس کے ساتھ رعب و دبدبہ بھی۔ ایک دن کالج میں لڑکوں نے ہڑتال کر دی۔ اساتذہ ناکام ہوئے تو میاں عبدالباری صاحب اپنے دفتر سے باہر برآمدے میں آئے اور طلباء جو کالج کے دروازے پر جمع تھے انہیں کہا کہ پانچ منٹوں کے اندر اندر تمام طلباء کو کمروں میں ہونا چاہیے۔ اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ لڑکے یوں کمروں کی طرف بھاگے جیسے پولیس اُن پہ لاٹھی چارج کر رہی ہے۔

میری گستاخی پر اُن کا ردِّ عمل:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم خانیوال سے باہر والے اساتذہ کے خیال میں کالج میں دو چھٹیاں ہونی چاہیے تھیں جبکہ پرنسپل صاحب کے خیال کے مطابق ایک چھٹی تھی۔ ہم ہمت کر کے اُن کے دفتر گئے۔ قیادت میں ہی کر رہا تھا۔ وہ دیوار پر لگے ہوئے کیلنڈر سے ہمیں بتا رہے تھے کہ نہیں بھائی تمہاری ایک ہی چھٹی بنتی ہے۔ ہم دو اس لیے چاہتے تھے کہ ایک دن گھر رہ کر آ جائیں گے۔ میں اُن کے جواب پر مایوس سا ہوا تو جذباتی سا ہو کر اُنہیں یہ کہہ دیا کہ ''اچھا پھر ایک بھی نہ دیں۔'' میرا لہجہ بھی درست نہیں تھا۔ مجھے انہوں نے دیکھا اور بڑے آرام سے ایک فقرہ کہا کہ:

Mr. Shabbir you should keep it in your mind that you are talking to your principal.

(مسٹر شبیر تمہیں اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ تم اپنے پرنسپل سے بات کر رہے ہو۔)

بس پھر کیا تھا میں تو جیسے سکتے میں آ گیا۔ مجھے فوراً احساس ہوا، میرا فقرہ اہانت آمیز تھا اور پرنسپل صاحب جن کا میرے دل میں حقیقی احترام تھا، مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ یہ کیفیت اس قدر شدید تھی کہ دفتر سے باہر نکلتے ہوئے میری آنکھوں میں آنسو بھی اُتر آئے کہ یہ کیا ہوا، اتنا اچھا آدمی مجھ سے ناراض ہو گیا۔ کاش میں وہ نہ کہتا جو انہیں اچھا نہیں لگا۔ آ کر سٹاف روم میں بیٹھ گیا لیکن بے چین رہا کہ کب وہ اکیلے اپنے کمرے میں ہوں میں اُن سے معافی مانگو۔ چنانچہ وہ اکیلے ہوئے میں دفتر گیا اور میں نے انتہائی عاجزی سے کہا کہ سر میری گستاخی کو معاف فرمائیں تاکہ مجھے چین آئے۔ میں انتہائی افسردہ ہوں کہ میں نے آپ کو کیا کہہ دیا۔ میرے چہرے کے تاثرات ان پر واضح تھے۔ وہ کرسی سے اُٹھے انہوں نے مجھے گلے لگا لیا اور کہا نہیں بیٹے ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے بس ہو گیا جو ہو گیا، یقین کرو کہ میرا دل تمہارے لیے بالکل ویسا ہی ہے

جیسے اس فقرے سے پہلے تھا، میں تمہارے کام سے انتہائی خوش ہوں، بس کام کرتے رہو اور میرے بارے میں کبھی خیال نہ کرنا کہ میں تم سے ناراض ہوں۔ میں خوش ہوگیا جیسے مجھے کوئی قیمتی چیز جو گم ہوگئی ہو دوبارہ مل جائے۔

علامہ خالد محمود صاحب جو بعد میں اپنے علم و فضل کی وجہ سے پورے ملک میں مشہور ہوئے اور جنھوں نے بطور مناظر و متکلم بڑا نام کمایا، شریعت کورٹ کے جج کی حیثیت سے بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ اسی کالج میں میرے کولیگ تھے لیکن اُن سے بہت زیادہ ملنا جلنا نہیں تھا۔ جہاں میں رہائش پذیر تھا وہ تمام پروفیسر (چند نام یاد رہ گئے ہیں: حفیظ الرحمٰن حفیظ، خان صاحب، صفدر صاحب، علامہ فضل احمد عارف اور زبیر صاحب پچھلے ٹائم کلب جاتے تھے اور میں اکیلا گھر پر بور ہوتا رہتا تھا۔ انہوں نے مجھے کلب کا ممبر بننے کے لیے کہا، چنانچہ میں کلب کا ممبر تو بن گیا لیکن میرے ذہن میں یہ بات سوار ہو گئی کہ کلب کا لفظ اپنے سامراجی و استعماری پس منظر، دیسی انگریزوں اور کالے صاحبوں والی شناخت کی وجہ سے ہمارے خاندان میں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ کہیں والد محترم میرے کلب کے رکن بننے پر ناراض نہ ہو جائیں۔ چنانچہ خط کے ذریعے اُنہیں اس بات سے آگاہ کر دیا۔ جواب آیا:

’’مجھے تمہارے کلب کے رکن بننے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہاں پر حکومت کے بڑے افسران براجمان ہوتے ہیں جو بڑے دھڑلے سے دین کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ تمہیں دین کے دفاع میں کسی قسم کی کوئی جھجھک محسوس نہیں ہونی چاہیے۔ ہمیشہ دین کی بات کو بے درنگ کہنے کی عادت اپنائے رکھنا۔‘‘

میں نے تابمقدور زندگی بھر ان کی اس نصیحت پر عمل کر کے دکھایا۔ جہاں بھی رہا میرا حلقۂ احباب اس بات کا گواہ رہا کہ خالد شبیر دین کے دفاع میں بڑی دلیری سے کام لیتا ہے۔ اسے کوئی فکر نہیں ہوتی کہ نتیجہ کیا ہوگا۔

جب میں ہر طرح سے کالج میں، میں ایڈجسٹ ہوگیا تو میں نے مکان کرائے پر لے لیا اور گھر والوں کو بھی وہاں بلا لیا اور بڑے لطف سے زندگی گزرنے لگی۔ یہ سن ۱۹۶۱ء کی بات ہے جبکہ میں خانیوال اسلامیہ کالج میں لیکچرر تھا۔

حُسنِ اِنتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● صحابۂ کرام کا باہمی اعتماد۔ چند نا قابلِ تردید حقائق　　　مرتب: مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی

ناشر: حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ ضلع پر بدھ نگر، ہند　　　**ضخامت:** ۱۰۸ صفحات　**قیمت:** ۱۲۰ روپے

پاکستان میں ملنے کا پتہ: جناب سجاد الٰہی۔ 27/A لوہا بازار، مال گودام روڈ، لاہور۔ 0300-4682752

قرآن مجید کی سورۂ فتح (جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی حیاتِ طیّبہ کے آخری برسوں میں نازل ہونے والی سورت ہے) کی آخری آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقائے گرامی رضی اللہ عنہم کے بہت سے اوصافِ حمیدہ کا ذکر فرمایا ہے۔ من جملہ اُن کے ایک وصف آپس کی مودّت ورأفت، صلہ رحمی اور محبت کی تعلق داری ہے (رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ) اُن کی باہمی محبت ومؤدت ہی تھی جس نے اوّلاً جزیرۂ عرب کو اور پھر پورے عالمِ اسلام کو انتہائی مضبوط رشتے اور تعلق میں جوڑ دیا۔ ایسا رشتہ جو اپنی پائیداری میں رنگ ونسل، علاقہ وقبیلہ حتیٰ کہ خون کے رشتوں سے زیادہ مضبوط اور طاقت ور ہے۔ یہی اخوّتِ اسلامی ہے جو مسلم اُمّہ کو جسدِ واحد اور ایک عمارت بناتی ہے۔ اور اس کی اساس حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی باہمی تعلق داری ہے۔

اخوّتِ اسلامی کو مضبوط تر کرنے اور وحدتِ اُمّت کے دشمنوں کی دسیسہ کاریوں کو بے نقاب کرنے کے لیے ہر دور میں علمائے حق نے تصنیفی ودعوتی کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی اسی محترم سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب دراصل تین مضامین کا مجموعہ ہے۔ پہلا مضمون ہندوستان میں دینی تحقیق کی آبرو ممتاز عالم اور صاحبِ قلم جناب مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی مدظلہٗ نے تحریر کیا ہے۔ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی پُراعتماد تعلقات اور رشتہ داریاں نیز مشاجراتِ صحابہ اور دین میں جماعتِ صحابہ کی معنویت واہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرے دو مضامین عربی سے ترجمہ کیے گئے ہیں جن میں بالترتیب مفصلاً ان قرابتوں، متواتر رشتہ داریوں، آپسی روابط اور اہلِ بیت واصحاب علیہم الرضوان کے مسلسل خوش گوار روابط نیز ایک دوسرے کے بزرگوں کے مقدس اسماء کو اپنے خاندان میں زندہ رکھنے کے عمل کو ناقابلِ تردید دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا۔

کتاب کی غیر معمولی افادیت اس میں شامل ان نقشوں اور شجرہ ہائے نسب سے بنتی ہے جن کے ذریعے سے ان تعلقات کو سمجھنا مزید آسان ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب اور مترجمین کو اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ (مبصر: صبیح ہمدانی)

● کتاب: اے میرے لختِ جگر! مرتب: ابوعثمان ماسٹر عبدالرؤف صفحات: 296 قیمت: درج نہیں

ملنے کا پتہ: مکتبہ صفدریہ نزد مدینہ مسجد ماڈل ٹاؤن بی، بہاول پور

مطالعہ، انسان کی سیرت و کردار کی تعمیر میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دنیا کے اندر حصولِ علم کے دو ہی مؤثر ذریعے ہیں۔ استاد اور کتاب، ان دونوں کا آپس میں رشتہ و تعلق لازوال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رُسل علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو مستقل کتاب، صحیفہ اور ہدایات دے کر اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیجا۔ جنہوں نے اُن کی اطاعت کی اور کتاب سے تعلق قائم رکھا وہ کامیاب ہو گئے۔

ابوعثمان ماسٹر عبدالرؤف صاحب نے مختلف کتب و رسائل کے مطالعے کے دوران نصیحت آموز جملوں، عبرت آموز واقعات اور اقوالِ زرّیں کو چُن لیا اور ایک استاذ کی حیثیت سے طلباء کی نصیحت کے لیے یہ پند نامہ ترتیب دیا۔ جسے مولانا جمیل الرحمٰن عباسی نے نظرِ ثانی کر کے چار چاند لگا دیے۔ مرتب کتاب نے زیادہ تر استفادہ ''روزنامہ اسلام'' اور ہفت روزہ ''ضربِ مؤمن'' میں شائع ہونے والے مضامین سے کیا ہے۔ ''اے میرے لختِ جگر'' اس لحاظ سے بھی دلچسپ کتاب ہے کہ ''لختِ جگر'' جیسی ذاتی ملکیتی اصطلاح سے منسوب ہوئی ہے۔ مرتب کا یہ پہلا ''لختِ جگر'' ہے دوسرا زیرِ طبع ہے۔ **(مبصر: محمد نعمان سنجرانی)**

● **الصرف الحسن** مؤلف: مفتی ابوالحسن قادری ضخامت: 208 صفحات قیمت: درج نہیں

ناشر: شعبہ تصنیف و تالیف، جامعہ دارالعلوم رحمانیہ ڈیرہ غازی خان۔

علم الصرف کے بارے میں ایک قول بہت ہی مشہور ہے کہ ''**الصرف اُمّ العلوم**''، جس کا مفہوم ہے کہ علم الصرف تمام علوم کی اصل (جڑ، بنیاد) ہے۔ اس علم کی اہمیت سے علماء و طلباء بخوبی واقف ہیں۔ اگر یہ بنیاد مضبوط نہ ہو تو دینی علوم پر مکمل دسترس حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔

علم الصرف کی تعلیم و تسہیل کے لیے بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ''الصرف الحسن'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ درحقیقت یہ مفتی ابوالحسن قادری کے ''ارشاد الصرف اور صرف کی دیگر بنیادی کتب'' کی تدریس کے دوران صرف کے ضروری قواعد و قوانین کی املا کا مجموعہ ہے جو انہوں نے مدرسہ کے مبتدی طلباء کو سہل انداز میں لکھوائے۔ سال کے آخر میں مؤلف نے املائی مسودہ مولانا نعیم اللہ (مدیر جامعہ دارالعلوم رحمانیہ ڈیرہ غازی خان) کو دکھایا تو انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس کو کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے تاکہ دیگر مدارس کے مبتدی طلباء بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ مبتدی طلباء کی سہولت کے پیشِ نظر گردانوں کی ترتیب مروّجہ انداز سے ہٹ کر بنائی گئی ہے، بنائیں اور تعلیلیں مختصر اور جامع لکھ دی گئیں ہیں۔ قوانین کو بہت ہی مختصر اور عام فہم انداز میں نقشوں کی مدد سے سمجھایا گیا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ان کی تالیف کو قبولِ عام عطا فرمائے۔ **(مبصر: محمد نعمان سنجرانی)**

ادارہ

اخبارالاحرار

نفاذِ اسلام کے بغیر امن وسلامتی ممکن نہیں (عبداللطیف خالد چیمہ)

چیچہ وطنی (۹ راگست) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے مرکزی مسجد عثمانیہ میں نمازِ عیدالفطر کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ عیدالفطر کا پیغام یہ ہے کہ ہم خوشی کے مواقع پر نادار و مفلس طبقات کی دلداری کریں اور محروم طبقات کی سرپرستی کریں۔ انہوں نے کہا کہ قیام ملک کے اصل مقصد نفاذِ اسلام کے بغیر وطن عزیز میں امن وسلامتی کا تصور بھی ممکن نہیں، انہوں نے کہا کہ دینی مدارس اور مساجد کو ختم کرنے کا امریکی ایجنڈا کبھی پورا نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ بھاری مینڈیٹ والے حکمران اور اپوزیشن دونوں امریکی تابعداری ترک کردیں تو ملک اپنے پاؤں پر کھڑا ہوسکتا ہے، انہوں نے کہا کہ رمضان المبارک میں عبادات کا جو سلسلہ جاری ہوتا ہے اس کو بقیہ ایام میں بھی ہم جاری رکھیں تو تقویٰ کی نعمت حاصل ہوسکتی ہے۔

امریکی غلاموں کا جشنِ آزادی منانا آزادی سے مذاق ہے (عبداللطیف خالد چیمہ)

چیچہ وطنی (۱۴ راگست) تحریکِ ختمِ نبوت کے رہنماء اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ جوش وجذبے سے ’’یوم آزادی‘‘ کے نام پر جشن منانے والے حکمران بتائیں اگر یہ آزادی ہے تو غلامی کس کو کہتے ہیں......؟ ’’یومِ آزادی‘‘ (14 راگست) کے حوالے سے اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ اصل یومِ آزادی تب ہوگا جب حکمران اور سیاستدان امریکی غلامی کا طوق اتار پھینکیں گے اور ملک میں وہ نظام رائج ہوگا جس کے لئے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ بھاری مینڈیٹ والے حکمرانوں کی ترجیحات بالکل تبدیل ہورہی ہیں، امن وامان میں حکومت بری طرح ناکام ہوچکی ہے اور پرویز مشرف کے خلاف آرٹیکل 6 کے تحت کارروائی قصّہ پارینہ بنتی نظر آرہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ لال مسجد کے شہداء کے قاتلوں کو بچانے کے لئے جہاں اور قوتیں سرگرم ہیں وہاں قادیانی ایلیمنٹ بھی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہے، انہوں نے کہا کہ ملک وقوم اور قومی سلامتی کو بچانے کا واحد ذریعہ اللہ کے قانون کا نفاذ ہے اور اس کا وعدہ ملک بناتے وقت بھی کیا گیا تھا اس وعدے سے انحراف کی ہم سزا بھگت رہے ہیں اب بھی وقت ہے کہ ہم سچے دل سے توبہ کرکے عالمِ کفر کی غلامی سے نکل کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا فیصلہ کرلیں تو مشکلات سے نجات مل سکتی ہے۔

مرکز سراجیہ لاہور پر پولیس چھاپہ قابلِ مذمت ہے (عبداللطیف خالد چیمہ)

لاہور (۲۱ راگست) متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے مرکز سراجیہ ختمِ نبوت گلبرگ لاہور پر چھاپے

اور دینی ادارے کی بے حرمتی کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ رابطہ کمیٹی کے مرکزی کنونیئر عبداللطیف خالد چیمہ نے بتایا کہ منگل اور بدھ کی درمیانی شب پولیس تھانہ غالب مارکیٹ گلبرگ لاہور نے مرکز سراجیہ پر چھاپہ مارا اور ذمہ داران کو بری طرح ہراساں کیا۔ انہوں نے کہا کہ مرکز سراجیہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، دینی وقرآنی تعلیم اور اصلاحی ادارہ ہے جس کو ایک عرصہ سے سرکاری انتظامیہ قادیانیوں کی ملی بھگت سے پریشان کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ اُمت کی ذمہ داری ہے اور آئین کے تقاضوں کے عین مطابق ہے اس قسم کی فسطائیت اور ریاستی غنڈہ گردی سے دینی اداروں کا راستہ روکنے والے اشتعال کا موجب بن رہے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس سنگین واقعہ کی غیر جانبدارانہ انکوائری کرا کے ذمہ داران کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے یاد رہے کہ یہ ادارہ ایک طویل عرصہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق سربراہ اور تحریک ختم نبوت کے قائد حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند خواجہ رشید احمد کی زیر ادارت کام کر رہا ہے اور تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے عالمی شہرت رکھتا ہے۔ یہ ادارہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ قادیانیت کے حوالے سے لٹریچر شائع کر کے وسیع پیمانے پر تقسیم کرتا ہے قبل ازیں بھی تھانہ غالب مارکیٹ گلبرگ لاہور کے ایس ایچ او کی نگرانی میں پولیس مسلسل اس ادارے کو پریشان کرتی رہی ہے مختلف دینی جماعتوں نے کہا ہے کہ پولیس اور سرکاری انتظامیہ اس پرامن ادارے کے خلاف ریاستی دہشت گردی ختم کر دے ورنہ ہم سخت لائحہ عمل پر مجبور ہوں گے۔

۷؍ستمبر کو ملک بھر میں یومِ ختم نبوت منایا جائے گا (مجلس احرار اسلام پاکستان)

ملتان (۲۳؍اگست ۲۰۱۳ء) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے اعلان کیا ہے کہ لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے تاریخی فیصلے (۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء) کے حوالے سے ۷؍ستمبر ہفتہ کو پاکستان سمیت دنیا کے متعدد ممالک میں ''یوم ختم نبوت'' منایا جائے گا۔ یہ اعلان مجلس احرار اسلام پاکستان کے ایک مشاورتی اجلاس میں کیا گیا جو قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی زیر صدارت دارِ بنی ہاشم ملتان میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، محمد معاویہ رضوان، سید عطاء المنان بخاری اور دیگر رہنما شریک تھے۔ اعلامیے میں کہا گیا کہ ایک طویل جدوجہد کے بعد ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں پارلیمنٹ کے فلور پر متفقہ طور پر لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اس فیصلے کو تحریک ختم نبوت کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا گیا اور ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ۷؍ستمبر کو قادیانی ریشہ دوانیوں کے حوالے سے ملک بھر میں احتجاج کیا جائے گا۔

اجلاس میں مرکز سراجیہ گلبرگ لاہور پر پولیس کی طرف سے دھاوا بولنے کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی علاوہ ازیں تحریک طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما سید صبیح الحسن ہمدانی اور محمد قاسم چیمہ نے کہا ہے کہ طلباء برادری کی طرف سے بھی ۷؍ستمبر کو ''یومِ ختم نبوت'' کے موقع پر سیمینارز اور اجتماعات منعقد ہوں گے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے جدوجہد آزادی میں بے مثال قربانیاں دیں
عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور محاسبۂ مرزائیت ان کا مشن ہے، احرار ان کے مشن کو جاری رکھیں گے
مرکز احرار چنیوٹ میں منعقدہ امیر شریعت سیمینار سے سید محمد کفیل بخاری ودیگر کا خطاب

چنیوٹ (۲۲/اگست ۲۰۱۳ء) بطل حریت بانیٔ احرار، اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے یوم وفات کے موقع پر ملک بھر میں ان کی دینی وملی خدمات بالخصوص عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے ان کی بے مثال جدوجہد پر خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے مختلف اجتماعات اور سیمینارز منعقد کئے گئے جن سے مجلس احرار اسلام، انٹر نیشنل ختم نبوت، اہل سنت والجماعت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمیعت علماء اسلام تحریک طلباء اسلام، جماعت اسلامی، متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی، کے مختلف سرکردہ رہنماؤں اور صحافیوں نے خطابات کئے، اس سلسلہ میں چنیوٹ میں مرکز احرار جامع مسجد مدنی میں ''امیر شریعت سیمینار'' کے عنوان سے ایک بڑے جلسے کا انعقاد کیا گیا جو کہ رات گئے تک پورے جوش وولولہ کے ساتھ جاری رہا۔ اس سیمینار میں مہمان خصوصی نواسہ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے مرکزی نائب امیر مولانا قاری شبیر احمد عثمانی مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد، مولانا محمد مغیرہ، جماعت اسلامی کے سید نورالحسن شاہ، جمیعت علماء اسلام کے قاری عبدالکریم، اہل سنت والجماعت کے مفتی محمد شعیب تحریک طلباء اسلام کے حافظ محمد طیب چنیوٹی، مولانا سیف اللہ خالد ناظم جامعہ اسلامیہ امدادیہ چنیوٹ، مولانا مشتاق احمد چنیوٹی، تاجر رہنما چوہدری شہباز صدیقی، سینئر صحافی حاجی بشیر حسین چمن، شہزادہ محمد اکبر، حافظ محمد سلمان عثمانی سمیت دیگر کئی حضرات نے شرکت کی۔ سیمینار سے سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور اکابر احرار نے برطانوی استعمار کو برصغیر سے نکالنے کیلئے جانکاہ محنت کی، جیل کی کال کوٹھڑیاں اور حکمرانوں کا ریاستی تشدد قافلہ حریت کا راستہ نہ روک سکا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے انگریز سامراج کو اس دھرتی پر اسلام اور مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا اور انگریز کے اٹھائے ہوئے فتنہ مرزائیہ کے قلع قمع کیلئے ایثار وقربانی کی وہ لازوال داستان مرتب کی جس کو تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، انہوں نے کہا کہ پاکستان مشکلات کے جس بھنور میں پھنسا ہوا ہے اس کا واحد حل اللہ کی دھرتی پر اللہ کے قانون کا نفاذ ہے، امیر شریعتؒ کی جدوجہد سے یہ پیغام ملتا ہے کہ اللہ کی مخلوق کو بندوں کی غلامی سے نکل کر اللہ کا اطاعت گزار بندہ بن جانا چاہیئے۔ آج پھر وقت ہے کہ بھاری مینڈیٹ حاصل کرنے والے حکمران امریکی غلامی کا طوق اتار پھینکیں اور قوم میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی سکت پیدا کریں۔ انہوں نے شام، مصر و برما میں مسلمانوں کی نسل کشی کی بھرپور مذمت کی، پروفیسر خالد شبیر احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکمران وسیاست دان قادیانیت نوازی ترک کردیں سرکاری انتظامیہ امتناع قادیانیت ایکٹ کی صورتحال پر عمل درآمد کو یقینی بنائے، تحفظ ختم نبوت کا کام، امیر شریعت اور احرار کی وراثت ہے، ہم اسے ہر قیمت پر جاری رکھیں گے۔ مولانا قاری شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ حضرت امیر شریعتؒ نے اپنی خطابت سے انگریزی اقتدار خاک میں ملا دیا، ان کی سیرت وکردار ہمارے لیئے مشعل راہ

ہے ہم ان کا مشن ان شاء اللہ مرتے دم تک جاری رکھیں گے، مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی جدوجہد جاری رکھ کر حضرت امیر شریعتؒ کو بہترین خراج عقیدت پیش کر سکتے ہیں، سید نورالحسن شاہ نے کہا کہ ہمارے تمام مسائل کا حل اسلامی نظام کے عملی نفاذ میں مضمر ہے NRO زدہ اور کرپشن زدہ سیاست دان ہی ملک کے مسائل کی اصل وجہ ہیں، صالح قیادت کے بغیر ملک میں تبدیلی کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ سیمینار میں درج ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں (1) اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے (2) چناب نگر میں قادیانی تسلط کو ختم کیا جائے (3) قادیانی جماعت کے ذمہ 129 ارب روپے کے واجب الادا ٹیکس کی ریکوری ممکن بنائی جائے۔

قادیانی جماعت میں تیسرا گروپ بن گیا

مربی ناصر سلطان نے مجدد ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ جماعت احمدیہ حقیقی کے نام سے دھڑا قائم

قادیانی جماعت کی رائل فیملی کی معاشی واخلاقی بدعنوانیوں کیخلاف بغاوت بڑھ رہی ہے (ذرائع)

لاہور (منصور راجہ) قادیانی جماعت احمدیہ میں مرکزی سطح پر انتشار مزید پھیلنے لگا، قادیانی قیادت کی معاشی واخلاقی بدعنوانیوں کے خلاف قادیانی جماعت میں ''جماعت احمدیہ (حقیقی)'' کے نام سے ایک تیسرا گروپ بھی وجود میں آ گیا۔ ''امت'' کی اطلاعات کے مطابق ایک سابقہ ''قادیانی مربی'' ناصر احمد سلطانی نے موجودہ صدی کا مجدد ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ اعلان کیا ہے کہ اسے ۳۱ / مارچ ۲۰۱۱ء کو (نعوذ باللہ) خدا نے موجودہ صدی کا مجدد بنایا ہے۔ کیونکہ دین کی تجدید کے لیے ہر ۱۰۰ سال بعد ایک مجدد پیدا ہوتا ہے۔ ناصر احمد سلطانی قادیانی کا مبینہ طور پر یہ کہنا ہے کہ وہ خود مجدد ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی (نعوذ باللہ) کو نبی مانتا ہے۔ قادیانی جماعت میں جماعت احمدیہ ''حقیقی'' کے نام سے تیسرا گروپ بنانے والے ناصر احمد سلطانی کا تعلق جھنگ سے ہے۔ جامعہ احمدیہ چناب نگر (ربوہ) میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسے جماعت احمدیہ کی طرف سے ۱۹۸۷ء میں پرتگال میں مشنری انچارج کے طور پر تعینات کیا گیا، جہاں وہ بارہ برس تک کام کرتا رہا۔ واضح رہے کہ قادیانی و لاہوری گروپ کے بعد جماعت احمدیہ میں یہ تیسرا گروپ بن گیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق قادینی جماعت کی رائل فیملی کی معاشی و اخلاقی بدعنوانیوں کے خلاف بغاوت تیزی سے سر اٹھا رہی ہے کچھ عرصہ قبل باغی گروپ کے سربراہ چودھری احمد یوسف کو مبینہ طور پر قادیانی جماعت نے اسی لیے قتل کروا دیا تھا کیونکہ وہ قیادت کی بدعنوانیوں کو کھلے عام بے نقاب کرتا تھا۔ اطلاعات کے مطابق نئے گروپ کے قیام پر قادیانی سربراہ مرزا مسرور سخت پریشان ہے۔ اس سلسلے میں مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنماؤں عبداللطیف خالد چیمہ اور عابد مسعود ڈوگر کا کہنا ہے کہ یہ صدی قادیانیت کے زوال کی صدی ہے اور فتنۂ قادیانیت اپنے منطقی انجام کی طرف جا رہا ہے۔ (روزنامہ ''امت'' کراچی ۲۱ / اگست ۲۰۱۳)

مکتوب چیچہ وطنی

راناعبداللطیف (سرپرست، پریس کلب چیچہ وطنی)

شیخ محمد حفیظ مرحوم کی یاد میں تعزیتی ریفرنس

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''موت انسان کی سب سے بڑی محافظ ہے'' کہ جب تک انسان کی زندگی ہے اُسے کوئی مار نہیں سکتا! موت جیسی حقیقت سے ہر ایک کو واسطہ پڑتا ہے لیکن کچھ جانے والے ایسے ہوتے ہیں کہ اِن کو سبھی یاد کرتے ہیں، 18 /رمضان المبارک 1434ھ مطابق 28/ جولائی 2013ء بروز اتوار شام 5 بجے کے لگ بھگ انتقال کر جانے والی شہر اور علاقے کی ہر دلعزیز شخصیت شیخ محمد حفیظ مرحوم (صدر مرکزی انجمن تاجران چیچہ وطنی) پر سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر صادق آتا ہے کہ

کارنامے ہم ایسے بھی کر جائیں گے　　یاد کر کر کے روئیں گے اہل نظر

شیخ صاحب مرحوم پر زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی یکساں رائے ہے اور سبھی غم زدہ ہیں وہ تمام طبقات میں بے حد احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی میں نماز جمعۃ المبارک کے بعد مجلس احرار اسلام کے رہنما اور دارالعلوم ختم نبوت کے مدیر جناب عبداللطیف خالد چیمہ کی میزبانی میں کم وبیش رُبع صدی سے چائے کی ہفتہ وار مجلس سجتی ہے۔ شیخ محمد حفیظ اپنے دیرینہ ساتھی جناب شیخ عبدالغنی کے ساتھ اس مجلس کے مستقل اور حاضر باش ممبر تھے۔ جامع مسجد میں نماز جمعۃ المبارک کی ادائیگی اور شیخ جاوید منیر احمد سے ضروری بات چیت کے بعد وہ سیدھے دفتر احرار تشریف لاتے جہاں بقیہ دیگر احباب شیخ محمد حفیظ مرحوم کے انتظار میں ہوتے کہ شیخ صاحب مرحوم کے بغیر مجلس پھیکی پھیکی سی رہتی ہے۔ راقم الحروف بھی کبھی کبھی ''زندہ دِلانِ چیچہ وطنی'' کی اس مجلس میں شریک ہوتا جہاں دین وسیاست، شعروادب اور مقامی وملکی مسائل سے لے کر بین الاقوامی صورتحال پر بات کرنے کی ہر ایک کو مکمل آزادی ہوتی ہے۔ جبکہ ہمارے دوست جناب عبداللطیف خالد چیمہ اس مجلس میں بولنے کی بجائے سننے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہفتہ وار اس مجلس میں ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ، چودھری محمد اشرف، محمد صفدر چودھری، سردار محمد نسیم ڈوگر، قاری محمد قاسم، حافظ ماسٹر ظہور احمد، حافظ حبیب اللہ چیمہ، قاضی عبدالقدیر، حافظ حبیب اللہ رشیدی، شاہد حمید، حافظ محمد سلیم شاہ، بھائی محمد رمضان اور دیگر دوستوں کے علاوہ بعض مختلف شخصیات سے ملاقات کا بہانہ بن جاتا ہے۔ مجلس احرار اسلام کے مشن اور فرزندانِ امیر شریعت کو شیخ محمد حفیظ انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کے جرأت واستقامت والے کردار سے بے حد متاثر تھے۔ احرار کے اجتماعات میں وہ اوّل تا آخر موجود رہتے تھے اور علالت و پیرانہ سالی کے باوجود اِن کا سرپرستی کا یہ انداز آخری ایام تک باقی رہا۔ شیخ صاحب مرحوم کو علاّمہ اقبال اور مختلف شعراء کے اشعار ازبر تھے اور موقع محل کی مناسبت سے خوبصورت شعر پڑھتے تھے۔ جناب عبداللطیف خالد چیمہ کی روایت کے مطابق 19/ جولائی کو شیخ صاحب مرحوم کے ساتھ دوستوں کی آخری مجلس ہوئی تو اٹھنے سے پہلے ساغر صدیقی مرحوم کا یہ شعر سنایا

آؤ اِک سجدہ کریں عالم مدہوشی میں　　　لوگ کہتے ہیں کہ ساغر کو خدا یاد نہیں

مجلس احرارِ اسلام نے 2 ؍اگست جمعتہ المبارک کو بعد نماز عصر اپنے دفتر کے صحن میں شیخ محمد حفیظ مرحوم کے حوالے سے ایک تعزیتی ریفرنس کا اہتمام کیا جس کی صدارت انجمن تحفظ شہریاں کے صدر جناب شیخ عبدالغنی نے کی۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ محمد عابد مسعود، جمعیت علماء اسلام کے صدر مولانا عزیز الرحمٰن رائے پوری ، چیچہ وطنی پریس کلب کے صدر چودھری عبدالرزاق، حاجی حبیب الرحمٰن بھلر، صحافی محمد جمیل ملک، تحریک انصاف کے رہنما رائے محمد مرتضیٰ اقبال، جماعت اسلامی کے رہنما خان حق نواز خان درّانی، رائے نیاز محمد خاں، پروفیسر جاوید منیر احمد، شیخ محمد فہیم ، ماہر تعلیم محمود احمد محمود، اہلسنت والجماعت کے رہنما مفتی محمد احسن عالم، قانون دان محمد سرور بھٹی، سید میر رمیز احمد نے تعزیتی ریفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شیخ محمد حفیظ نے عمر بھر نہ صرف شہر بلکہ پورے علاقے میں دینی، سیاسی، سماجی اور تجارتی سرگرمیوں کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ شعر و سخن کا انہوں نے اعلیٰ ذوق پایا تھا اور کوئی مجلس اُس وقت تک برخاست نہ ہوتی تھی جب تک شیخ محمد حفیظ حسب موقع شعر نہ پڑھ لیتے ،مقررین نے کہا کہ شیخ محمد حفیظ نے مختلف مواقع پر امن و امان کی بحالی کے لیے گرانقدر خدمات انجام دیں اور مرکزی انجمن تاجران کے تاحیات صدر رہنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ شیخ محمد حفیظ نے مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی تاحیات سرپرستی کی وہ تحفظ ختم نبوت کے مشن کی زندگی بھر آبیاری کرتے رہے ہر جمعتہ المبارک کے دن دفتر احرار میں ان کے ساتھ ہفتہ وار نشست ہمارا فکری اثاثہ ہے۔ شیخ عبدالغنی نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ مرحوم اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں ایک نیک سیرت کردار کی حامل شخصیت تھے اور عقیدۂ توحید باری تعالیٰ میں ذرہ سا جھول ان کو برداشت نہ ہوتا تھا۔ حاجی حبیب الرحمٰن بھلر نے کہا کہ وہ تاجروں کے مُحسن و مربی تھے اور میرے سرپرست بھی، رائے محمد مرتضیٰ اقبال نے کہا کہ چیچہ وطنی کی تاریخ میں شیخ محمد حفیظ کا اُجلا کردار اور حسین یادیں ہمیں ستاتی رہیں گی ، چودھری عبدالرزاق نے کہا کہ شیخ محمد حفیظ اور صحافی برادری کے باہمی مراسم مثالی تھے، ملک محمد جمیل نے کہا کہ شیخ محمد حفیظ نے مجلس احرارِ اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے کام کی سرپرستی کر کے بُہت بڑی دینی خدمت انجام دی جبکہ ن لیگ کے پلیٹ فارم سے پرویزی آمریت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، شیخ محمد فہیم نے کہا کہ ہمارا خاندان اپنے بزرگ شیخ محمد حفیظ کی طرح دینی و سماجی خدمات سرانجام دیتا رہے گا، مفتی محمد احسن عالم نے کہا کہ شیخ صاحب مرحوم صحیح العقیدہ مسلمان تھے اور توحید و ختم نبوت اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں اُمت کے اجماعی عقائد کے تحفظ کی جدوجہد کے مُؤید و معاون تھے، تعزیتی ریفرنس میں شیخ عبدالحمید، شیخ عبدالمتین، شیخ ذیشان حفیظ، سرپرست چیچہ وطنی پریس کلب رانا عبداللطیف ،سعید اختر، ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ، ڈاکٹر حافظ عطاء الحق، ڈاکٹر توقیر احمد، حافظ حبیب اللہ چیمہ، حافظ حفیظ اللہ، قاری محمد قاسم، میاں نذیر حسین، سردار محمد نسیم ڈوگر، شیخ محمد اکمل پاشا، شیخ کاشف حمید، شیخ اورنگزیب، شیخ جاوید، شیخ پاشا، شیخ عثمان ایڈووکیٹ اور متعدد دیگر حضرات نے خصوصی شرکت کی ریفرنس میں تلاوت قرآن پاک کی سعادت حافظ حکیم محمد قاسم نے حاصل کی جبکہ حافظ محمد اشرف نے دعائے مغفرت کرائی، بعد ازاں تمام شرکاء اجتماعی افطار میں شریک ہوئے۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● مجلس احرارِ اسلام ۶۔۱۱ ایل (چیچہ وطنی) کے ذمہ دار محمد عابد کے چچا منیر احمد ۲۴؍ جولائی کو انتقال کر گئے۔

● مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی کے سابق صدر اور معروف طبیب حکیم محمد رفیق خادم ۶؍ اگست کو انتقال کر گئے، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی کے بے تکلف دوستوں میں سے تھے۔ چیچہ وطنی میں عبداللطیف خالد چیمہ اور جماعت کے ساتھیوں کی سرپرستی کرتے تھے، قاری مسعود احمد سعادت اور دیگر ساتھی اگوکی (سیالکوٹ) سے جنازے میں شرکت کے لئے پہنچے۔

● تحریکِ ختم نبوّت ۱۹۵۳ء کے کارکن صوفی محمد طفیل مرحوم (چیچہ وطنی) کی صاحبزادی اور دلمراد حسین کی والدہ ماجدہ ۲۰؍ اگست ۲۰۱۳ء کو چیچہ وطنی میں انتقال کر گئیں۔

● جامعہ فتحیہ لاہور کے استاذ قاری عبدالعزیز کے سسر مولانا عبدالرشید سرپرست جامع مسجد اقصیٰ غازی آباد چیچہ وطنی ۲۵؍ اگست ۲۰۱۳ء کو انتقال فرما گئے۔ ● والدہ مرحومہ قاضی محمد خالد، قاضی محمد عارف (اکوال، تلہ گنگ)

● اہلیہ مرحومہ جمال محمد صاحب (بھاوج مولوی فقیر اللہ صاحب) بستی مولویان رحیم یار خان

● قاری عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ ملتان (برادرِ اکبر مولانا حبیب الرحمٰن ہاشمی، امام وخطیب جامع مسجد نشتر میڈیکل کالج ملتان)

● بنت مرحومہ، ڈاکٹر منظور احمد مرحوم: مجلس احرارِ اسلام کے سابق رکن مرکزی مجلس شوریٰ ڈاکٹر منظور احمد مرحوم (عزیز فہم، میلسی ضلع وہاڑی) کی بیٹی اور برادران عامر، ناظر، یاسر کی ہمشیر گزشتہ ماہ انتقال کر گئی۔

● اہلیہ حافظ خدا بخش، انتقال: ۱۳؍ اگست ۱۳۰۲ء (بڑی بستی آرائیاں، جتوئی)

● حکیم مسعود اختر رحمہ اللہ: ملتان کے قدیم ومعروف معالج خاندان کے بزرگ مسعود اختر (سلیمی دواخانہ والے) ۱۲؍ اگست کو کینیڈا میں انتقال کر گئے۔ وہ حکیم عطاء اللہ خان مرحوم کے پوتے، حکیم سلیم اللہ خان مرحوم کے بڑے بیٹے، حکیم محمد حنیف اللہ مرحوم اور جناب محمد سعید کے بھتیجے اور حکیم حافظ محمد طارق، حکیم خلیل اللہ کے تایازاد تھے۔ مرحوم، کینیڈا میں مقیم اپنے بیٹے محمد عاصم کے پاس گئے ہوئے تھے۔ مرحوم کی عمر ۷۷ برس تھی۔ ان کے پسماندگان میں دو بیٹے عاصم، کاشف اور ایک بیوہ ہے۔ ان کی نمازِ جنازہ ۱۲؍ اگست کو کینیڈا میں ہی ادا کی گئی اور وہیں تدفین ہوئی۔ مرحوم کے دادا حضرت حکیم عطاء اللہ خان رحمہ اللہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے معالجِ خاص اور انتہائی عقیدت مند تھے۔ ان کا پورا خاندان، امیر شریعت کے خاندان کے ساتھ محبت وخلوص اور عقیدت وارادت کی نسبت قائم رکھے ہوئے ہے۔ یہ تعلق اب اُن کی چوتھی نسل میں منتقل ہو چکا ہے۔ جناب مسعود اختر مرحوم، حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے لڑکپن کے بے تکلف دوستوں میں سے تھے۔ خوش طبع، خوش مزاج اور دردمند دل رکھنے والے انسان تھے۔ ابنِ امیر شریعت

حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، حضرت سید محمد وکیل شاہ بخاری اور خاندانِ امیر شریعت کے تمام افراد مرحوم کے لیے دعاءِ مغفرت کرتے ہیں اور پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور اُن کے لیے صبر کی دعا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ (آمین) قارئین سے درخواست ہے کہ ایصال ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں (ادارہ)

دعائے صحت

- لاہور میں قدیم احرار کارکن چودھری محمد اکرام صاحب علیل ہیں
- مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن عزیز الرحمٰن سنجرانی اِن دنوں سعودی عرب میں شدید علیل ہیں
- مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق سفیر بھائی بشیر چغتائی شدید علیل ہیں
- مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے نائب امیر ملک محمد یوسف (لاہور) علیل ہیں
- چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ (لاہور) کا ہرنیا کا آپریشن ہوا ہے
- دارالعلوم ختمِ نبوت چیچہ وطنی کے مدرس قاری محمد سعید علیل ہیں

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاءِ کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

ناقدین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

مصنف: مولانا پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

صفحات: 280　　قیمت: 400 روپے　　(رعایتی قیمت پر حاصل کرنے کے لیے درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں)

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان 0300-8020384

حارث ون

HARIS 1

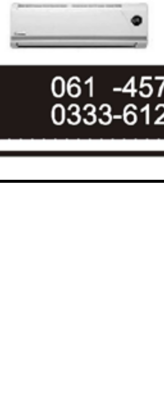

ڈاؤلینس ریفریجریٹر
اے سی سپلٹ یونٹ
کے بااختیار ڈیلر

Dawlance

نزد الفلاح بینک، حسین آگاہی روڈ، ملتان
061 -4573511
0333-6126856

روح افزا
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
شربت روح افزا
اور کیا چاہیئے!
Brands
Award

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE کئیر
PHARMACY فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ! فیصل آباد میں 9 برانچز آپ کی خدمت کیلئے 24 گھنٹے کھلی ہیں۔